375

نمبر ۸۳۵ رجسٹرڈ ایل

تار کا پتہ الفضل قادیان

غلام احمد قادیانی ۱۳۰۶ھ

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ ۔ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

THE ALFAZL
QADIAN

اخبار ہفتہ میں دوبار

فی پرچہ ۲ آنے

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت سالانہ پیشگی للعہ
ششماہی للعہ
سہ ماہی عا

الفضل

قادیان

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۸۳-۸۴ مورخہ ۵/۹ فروری ۱۹۲۶ء یوم جمعہ و سہ شنبہ مطابق ۲۱/۲۵ رجب المرجب ۱۳۴۴ھ جلد ۱۳

دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ

ابلق ایام ہر روز ایسے ایسے سعادت انتما دن نہیں لایا کرتا۔ کہ جن کی روشنی میں بعض ایسے اُمور سرانجام پا جاتے ہیں۔ کہ جن کے ساتھ کاتب تقدیر نے قوموں اور نسلوں کے سُود و بہبود کو منوط و مربوط کر رکھا ہوتا ہے۔ جس طرح صدیاں گذر جاتی ہیں۔ تو کوئی مرد حق پیدا ہوتا ہے۔ جو سبیل الرشاد کا قائد بنتا ہے۔ اسی طرح سالہا سال نکل جاتے ہیں۔ تو کوئی ایسا دن میسر آتا ہے کہ جس میں ابنائے آدم کے لئے کسی خوشگوار مستقبل کی تمہید قائم کی جاتی ہے۔ اسی قسم کے دنوں میں

یکم فروری ۱۹۲۶ء کا دوشنبہ

ہے جبکہ نور ظہور کے وقت قرآن السعدین ہوتا ہے۔ یعنی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کا نکاح سیٹھ ابوبکر یوسف جمال کی دختر فرخندہ اختر محترمہ عزیزہ خاتون سے ہوتا ہے۔ اس تقریب سعید پر الفضل اپنے عل[illegible] اور تمام جماعت احمدیہ کی طرف سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ۔ حضرت ام المومنین رضہ اور تمام خاندان نبوت میں

ہدیہ مبارک

پیش کرتا ہے۔ عرب صاحب کو بھی مبارک ہو کہ ان کے اخلاص نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان سے بیش از بیش ان کو مرتبط کر دیا ہے۔

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے نکاح کا یکم فروری ۱۹۲۶ء بعد از نماز فجر مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب نے اعلان کیا۔ [illegible] ین میں چھوہارے تقسیم ہوئے مسجد کے ایک [illegible] حصہ میں خواتین بھی پردہ میں موجود تھیں۔

(۲) عصر کے وقت حضور چند احباب کرام کے ساتھ سیٹھ ابوبکر یوسف صاحب کے مکان پر رخصتانہ کے لئے تشریف لے گئے۔ عرب صاحب نے چائے و شیرینی کی دعوت دی۔ (۳) منشی غلام نبی صاحب ایڈیٹر الفضل یکم فروری کو ٹریبونل میں جالندھر چھاؤنی تشریف لے گئے تھے۔ میاں نذیر احمد صاحب چغتائی ابن میاں معراج الدین صاحب عمر اسسٹنٹ ایڈیٹر الفضل ہیں (۴) مدرسہ احمدیہ کے طلباء نے جمعہ کے دن صبح نو بجے شیخ محمود احمد صاحب مبلغ مصر کو ٹی پارٹی دی۔ شیخ صاحب نے عربی میں جواب دیا۔ حضرت امام نے ایک لطیف تقریر فرمائی (۵) ۲ فروری ۱۱ بجے حضرت خلیفۃ المسیح نے احباب کو دعوت ولیمہ وسیع پیمانے پر دی۔ بعض دوستوں نے اپنی اپنی نظمیں سنائیں (۶) میاں عبدالرحیم خان صاحب خالد ابن نواب صاحب ولایت سے قادیان تشریف لائے

اخبار احمدیہ

کولمبو میں جماعت احمدیہ کا سالانہ جلسہ

۲۹ر دسمبر ۱۹۲۵ء احمدیان سیلون کا سالانہ جلسہ سیلون کے مشہور شہر کولمبو میں ہوا۔ جہاں گمپلہ۔ نگمبو۔ کنڈی۔ بھلاؤ اور دوسرے شہروں سے احمدی احباب جمع ہوئے۔ جلسہ گاہ ایک مخلص بھائی مسٹر لائی صاحب تبلیغی سکرٹری کا وسیع مکان تجویز کیا گیا۔ غیر احمدی اصحاب بھی جلسہ میں شریک ہوتے رہے۔ عورتوں کے لئے پردہ کا انتظام تھا۔ جلسہ کا پہلا اجلاس زیر صدارت اوعبدالمجید صاحب ایڈیٹر لونتن ہوا۔ جس میں صداقت مسیح موعود پر برادر محمد صدیق صاحب نے مدلل تقریر کی۔ اس کے بعد خاکسار نے اسی مضمون پر تقریر کی۔ پھر مولوی اے۔ پی ابراہیم صاحب نے اسلام کی خوبیوں پر تقریر کی۔ اس کے بعد عبدالعزیز نے قومی کیریکٹر پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ایک خطبہ کا ترجمہ تامل زبان میں سنایا۔ پھر ایک اساں لڑکے نے جس کا نام محمد ابراہیم ہے۔ تامل زبان کا ایک ٹریکٹ سنایا۔ اس کے بعد اجلاس ختم ہوا۔ اور دو بجے تک مہمانوں کو کھانا کھلایا گیا۔

دوسرا اجلاس زیر صدارت محمد ابوبکر صاحب شروع ہوا۔ جس میں اے۔ ایل۔ ایم محی الدین صاحب۔ محی الدین صاحب اور ایک طالب علم عبدالباری اور حبیب اللہ خان صاحب نے تقریریں کیں۔ تیسرا اجلاس مغرب اور عشا کے درمیان خاکسار کی صدارت میں ہوا۔ جس میں اوعبدالمجید صاحب۔ محمد ابوبکر صاحب۔ مولوی ابراہیم صاحب۔ حجی بستان خان صاحب نے تقریریں کیں۔ اور ٹی تھرلائی صاحب نے حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ جس پر جلسہ دعا کرکے ختم کیا گیا۔

خاکسار ڈی کے۔ ناچ احمدی

تبلیغی وفود کی اخراجات

اس سال جو تبلیغی وفود ہندوستان میں دورہ کرتے رہے ہیں۔ ان کے اخراجات کو پورا کرنے کے لئے یہ انتظام کیا گیا تھا کہ بیرونی جماعتیں مبلغین کا کرایہ وغیرہ ادا کریں۔ مگر اب معلوم ہوا۔ کہ اس طرح اخراجات پورے نہیں ہوئے۔ بس ان اخراجات کے پورا کرنے کے لئے یہ تجویز کی گئی ہے کہ بعض جماعتوں کے ذمہ تھوڑی تھوڑی رقوم ڈال دی ہیں۔ جن کی انہیں اطلاع بھی کر دی گئی ہے۔ مہربانی کر کے ایسی تمام جماعتیں جنہوں نے ابھی تک اپنے ذمہ کی رقوم ادا نہیں کیں۔ جلد ان رقوم کو ادا کرکے شکریہ کا موقع دیں۔

تبلیغی ٹریکٹ

سکرٹری صاحب تبلیغ انجمن احمدیہ سید والہ نے دو ٹریکٹ "ندائے آسمانی" اور "حکم ربانی" شائع کئے ہیں۔ اور آیندہ بھی سہ ماہی سلسلہ ٹریکٹ شروع کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ خواہشمند احباب پتہ ذیل سے منگوا کر مفت تقسیم کر سکتے ہیں۔ پتہ ماسٹر محمد ابراہیم صاحب انگلش ٹیچر و سکرٹری انجمن احمدیہ سید والہ۔ ضلع شیخوپورہ۔

دو یتیم بچوں کی ضرورت

ایک احمدی صاحب اپنے بچوں کے ساتھ دو یتیم بچوں کی پرورش کرنا چاہتے ہیں۔ وہ صاحب قریب جالندھر رہتے ہیں۔ اگر کوئی صاحب دو یتیم بچے بھجوانے کا انتظام کر سکتے ہوں۔ تو اطلاع دیں۔

مفتی محمد صادق عفا اللہ عنہ۔ قادیان۔

اطلاع

کسی صاحب کے ہاں یا کسی صاحب کے علم میں اگر حافظ مغل دین صاحب ساکن بھڈانہ تحصیل گوجرخان کا پتہ ہو۔ تو وہ انہیں ان کے چھوٹے لڑکے مسمی عبدالحمید کی وفات کی خبر پہنچا دیں۔ جو ۲۶ر دسمبر ۱۹۲۵ء کو چند دن بیمار رہ کر فوت ہو گیا ہے۔ چوہدری محمد فضل شفا اللہ شہ چنگا بنگیال

اعلان نکاح

(۱) میاں عبدالسلام ولد شیخ محمد شفیع صاحب سیٹھی کا نکاح امۃ السلام بنت شیخ نقار محمد صاحب سے بعوض تین سو روپیہ مہر مسجد مبارک میں مولوی سرور شاہ صاحب نے ۲۶ر دسمبر ۱۹۲۵ء بروز ہفتہ پڑھا احباب دعا فرمائیں۔ کہ یہ تعلق جانبین کے لئے بابرکت ہو

شیخ محمد شفیع سیٹھی احمدی جہلم شہر

۵ار دسمبر ۱۹۲۵ء کو عبداللہ احمدی کا نکاح ثانی مسماۃ فاطمہ کٹی بنت محی الدین کٹی سے بعوض پچاس روپیہ مہر مولوی عبداللہ صاحب مالاباری مولوی فاضل امیر جماعت ...... نے بمقام کوڈالی پڑھا۔ اللہ تعالیٰ اس تعلق کو جانبین کے لئے رحمت و برکت کا موجب بنائے۔

خاکسار عبداللہ احمدی۔ کوڈالی۔ مالابار۔

(۳) برادرم ملک عبدالحمید ابن ملک غلام حسین صاحب کا نکاح بمقابلہ مبلغ چھ سو روپیہ مہر بوساطت ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب مسماۃ نور خاتون بنت میاں عبدالرحمن صاحب ساکن بڈھانہ ضلع لاہور سے ۱۲ر جنوری ۱۹۲۶ء کو حضرت مولوی سید سرور شاہ صاحب نے مسجد مبارک میں پڑھا۔ ناظرین اخبار دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔ والسلام

خاکسار ملک عبدالعزیز محلہ دارالرحمت قادیان

(۴) ۳۱ر جنوری ۱۹۲۶ء کو بروز اتوار بابو علی حسن صاحب احمدی سنوری کا نکاح ساڑھے تین سو روپیہ مہر پر مسماۃ زینب کے ساتھ مسجد مبارک میں مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب نے پڑھا۔

ولادت

(۱) برادرم بابو عبیداللہ صاحب کلرک پوسٹ ماسٹر جنرل ڈاک خانجات لاہور کے ہاں ۲۱ر دسمبر ۱۹۲۵ء کو لڑکا پیدا ہوا ہے۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ خدا تعالیٰ مولود کو دراز عمر۔ صاحب نصیب اور دین و دنیا میں کامیاب فرمائے۔

(۲) مجھے خدا تعالیٰ نے فرزند نرینہ عطا کیا ہے۔ کل احمدی بھائیوں سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ مولود مسعود کے حق میں دعا فرماویں۔ کہ اللہ تعالیٰ اسے عمر دراز عطا فرمائے اور سلسلے کا خادم بنائے۔ خاکسار ضیاء الدین احمد قریشی بی اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔

(۳) اللہ تعالیٰ نے خاکسار کو ۱۵ر جنوری ۱۹۲۶ء کو اپنے لطف و کرم سے فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے۔ احباب عزیز کی درازی عمر کے واسطے اور خادم سلسلہ ہونے کے واسطے دعا فرمائیں۔ والسلام۔ خاکسار حسن محمد احمدی از چکریاں۔

(۳) اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے خاکسار کو لڑکی عطا فرمائی ہے۔ جملہ احباب دعا فرمائیں۔ کہ خدا تعالیٰ اس بچے کو لمبی عمر عطا فرمائے۔ اور نیک بنائے۔

خاکسار ای۔ موسیٰ کٹی احمدی از رنگون۔

(۴) خدا تعالیٰ کے فضل اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی دعا سے ۷ار جنوری ۱۹۲۶ء کی صبح کو خاکسار کے ہاں لڑکا تولد ہوا ہے۔ احباب بچے کی صحت و درازی عمر اور خادم دین ہونے کے لئے دعا فرمائیں۔

محمد یعقوب۔ وی اے۔ ایس۔ رسالدار ویٹرنری ہسپتال کامل پور

(۵) چودھری عصمت اللہ خان صاحب نمبردار بہلول پور کو اللہ تعالیٰ نے دوسرا فرزند عطا فرمایا ہے۔ احباب سے درخواست ہے کہ دعا فرمائیں کہ خداوند کریم اسے سعادتمند بنائے۔ الیاس الدین از بہلول پور

درخواست دعا

میرے لئے ایک ترقی کی صورت بن رہی ہے جس کے لئے احباب کرام اور بزرگوں کی دعاؤں کی ضرورت ہے۔ احباب خاص طور پر دعا فرمائیں۔

خاکسار فرزند علی راولپنڈی

(۲) عاجز تادیب جانی کا محتاج ہے۔ اور دنیاوی تفکرات میں مبتلا ہے۔ اصحاب سے گذارش ہے کہ دعا فرمائیں۔ نیز میرے گاؤں میں چند ایسے نادان دشمن بھی جو احمدیت کو یہاں سے اکھیڑنا چاہتے ہیں۔ ان کے لئے خصوصیت کے ساتھ دعا فرمائیں کہ امر حق ان پر ظاہر ہو جائے۔

ابو السلیح محمد حنیف از تند۔ آڑھوی مونگھیری۔

(۳) میرا بھائی احمد الدین بیمار ہے۔ دعائے صحت فرمائی جائے۔

خاکسار محمد الدین متعلم مولوی فاضل کلاس۔ قادیان

دعائے مغفرت

میرے بڑے بھائی ڈاکٹر عبداللہ خان صاحب ساکن شیخ پور (گجرات) ۱۵/۱۴ جنوری کی درمیانی شب کو نمونیا سے فوت ہو گئے۔ احباب ان کی صحت کے لئے دعائے مغفرت کریں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

یوم جمعہ - قادیان دارالامان - ۵ر فروری ۱۹۲۶ء

جمعیۃ العلماء کی تنگ نظری و تاریک خیالی

جمعیت العلماء کے اخبار "الجمعیۃ" (۱۰ر جنوری) نے اپنے گذشتہ سال کے کارناموں پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:۔

"ہمارا تیسرا مقصد یہ تھا۔ کہ ہم مسلمانوں میں اخوت دینی کے جذبہ کو بیدار کرینگے۔ اور مذہبی اختلافات یا نسلی و جغرافی تقسیم یا یورپ کی جھوٹی وطنیت کے اثر سے جو رشتہ کمزور ہو گیا ہے۔ اس کو استوار کرنے کی کوشش کرینگے اگر تحدیث نعمت کوئی جرم نہیں تو ہمیں کہنے دیجئے کہ ہم نے اس اہم ترین مقصد کے حصول کے لئے اپنی کوششوں میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ ہم نے ہر قسم کی تنگ نظری اور تاریک خیالی کا مقابلہ کر کے ایک ہی وقت میں ایران کے شیعی سردارین کے زیدی امام نجد کے وہابی سلطان اور جبل الدروز کے اسماعیلی قائد کی بلا اس لحاظ کے حمایت کی۔ کہ ہمارے ان سے مذہبی اختلافات ہیں۔ اور نسلی وطنی اور جغرافی حیثیت سے ہمارے ان کے درمیان کوئی رابطہ و تعلق نہیں ہے"

اگر "جمعیۃ" نے بقول خود ان لوگوں کی حمایت کی۔ جن سے اسے بعض مذہبی اختلافات تھے۔ تو یہ اس امر کا ثبوت نہیں کہ جن علماء کے ہاتھ میں اس کی باگ ڈور ہے۔ وہ تنگ نظری اور تاریک خیالی میں گرفتار نہیں ہیں۔ بلکہ اس سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ "جمعیۃ" نے محض اس لئے ان کی حمایت کی۔ کہ انہیں کچھ نہ کچھ اقتدار اور حکومت حاصل تھی۔ اور ان کے دست کرم سے مستفیض ہونے کی اسے تمنا تھی۔ ورنہ کیا وجہ ہے۔ شیعوں اور وہابیوں کے علاوہ دروزیوں کی تو اس نے حمایت کی۔ جن کے بڑے بڑے عقائد اسلام کے قطعاً خلاف ہیں۔ مثلاً وہ تناسخ کے قائل ہیں۔ قرآن کریم کی بجائے ایک اور کتاب کو اپنی مقدس اور واجب العمل کتاب سمجھتے ہیں۔ مگر احمدیوں کی حمایت کرنا الگ رہا۔ ان کی سنگساری اور قتل کا فتویٰ دیا۔ اور اس کی تائید میں عرصہ تک اپنے صفحات سیاہ کئے۔ کیا تنگ نظری اور تاریک خیالی کی اس سے بدترین مثال دنیا میں کہیں مل سکتی ہے۔ کہ محض "مذہبی اختلاف" کی بناء پر ایک ایسی جماعت کے قتل کا فتویٰ دیا جائے۔ جس کی اسلامی خدمات کی نظیر اسوقت ساری دنیا میں نہیں مل سکتی اور جمعیۃ العلماء کو بھی اس کے مقابلہ میں اپنی خدمات پیش کرنے کی جرأت نہیں ہے۔

"جمعیۃ" کو یاد رکھنا چاہیئے۔ تنگ نظری اور تاریک خیالی کا مقابلہ کرنے کے یہ معنے نہیں۔ کہ جن سے کسی قسم کے فوائد اور منافع کی توقع ہو۔ ان کی حمایت تو سخت مذہبی اختلاف رکھتے ہوئے بھی کی۔ اور جن کے متعلق اس قسم کی اُمید نہ ہو۔ ان کی بے جا مخالفت میں ایڑی چوٹی تک کا زور صرف کر دیا۔ بلکہ یہ مطلب ہے۔ کہ ہر مظلوم کی حمایت میں آواز اُٹھائی جائے۔ خواہ وہ کتنا ہی کمزور اور ناتواں کیوں نہ ہو اور ہر ظلم کی مذمت کی جائے۔ خواہ اس کا مرتکب امیر کابل ہی کیوں نہ ہو۔ کیا اخبار جمعیۃ اور جمعیۃ العلماء میں یہ جرأت ہے؟ اور اس نے اپنے عمل سے اس کا ثبوت پیش کیا ہے؟ اگر نہیں۔ بلکہ واقعہ اس کے خلاف ہے تو وہ کس منہ سے "ہر قسم کی تنگ نظری اور تاریک خیالی" کا مقابلہ کرنے کا دعویٰ کر رہے ہیں ؛

مُسلمانان ہند اور اُن کے لیڈر

آج تک مسلمان لیڈروں نے ہر معاملہ میں مسلمانان ہند کی راہ نمائی ایسے افسوسناک طریق پر کی ہے۔ کہ اپنے تو اپنے غیر بھی اس کے نقصانات پر مسرت آمیز ہمدردی کا اظہار کرتے اور ان واقعات کو مسلمانوں کی کوتہ اندیشی کے ثبوت میں پیش کر رہے ہیں۔ چنانچہ اخبار تیج ۲۵ر جنوری ۱۹۲۶ء لکھتا ہے:۔

"خلافت کے معرض خطر میں آنے پر ہندوستان کے مسلمانوں نے اسلامی ممالک سے بھی بڑھکر ایجی ٹیشن کیا۔ لاکھوں روپیہ اپنا پیٹ کاٹ کر انگورہ بھیجا اور سینکڑوں اس ایجی ٹیشن کے سلسلہ میں بیوی بچوں کو چھوڑ کر جیلوں میں گئے۔ لیکن انجام کیا نکلا۔ کہ جب مصطفےٰ کمال کی جیت ہو گئی۔ اور خلافت کے متعلق فیصلہ کرنے کا وقت آیا۔ تو ان بیچاروں کو دودھ کی مکھی کی طرح نکالکر پھینک دیا گیا۔ یہ جامع مسجدوں میں نمازیں پڑھتے اور دعائیں ہی کرتے رہے۔ کہ خلیفہ عبدالمجید کو مسند خلافت پر برقرار رکھا جائے اور خلافت کا آخری فیصلہ کرنے کے لئے جملہ اسلامی ممالک کی ایک کانفرنس طلب کی جائے کہ وہاں مصطفےٰ کمال نے اپنے ایک حکم سے نہ صرف ساری خلافت کا خاتمہ کر دیا۔ بلکہ خلیفہ عبدالمجید کو اس قدر تنگ کیا کہ بیچارا خلافت کے ساتھ ترکی تک چھوڑنے پر مجبور ہوا۔ یہی نہیں۔ اس کے محلات و سامان وغیرہ پر قبضہ کر لیا گیا۔ اور بطور گذارہ جو ماہانہ مقرر کیا تھا۔ وہ بھی بند کر دیا گیا۔ جب ہندوستان کے مسلمانوں نے شور و شغب کیا۔ تو انہیں کورا جواب مل گیا۔ کہ یہ سوال ترکی کے داخلی امور سے تعلق رکھتا ہے اس لئے انہیں دخل انداز ہونے کا کوئی حق نہیں۔ انتخ دنوں ترکوں نے خلافت کی رکھشا کی۔ اب کسی اور کو یہ ذمہ داری اپنے سر پر لینی چاہیئے۔ ہندوستان کے بیکس مسلمان منہ دیکھتے رہ گئے"

تحریک خلافت کے سلسلہ میں مسلمانوں نے جو بھی قدم اُٹھایا۔ وہی ناکامی کی طرف اُٹھا۔ اور اب جبکہ ان کی خلافت بالکل مٹ چکی ہے۔ اب بھی خلافت کمیٹی جو راہ اختیار کرتی ہے۔ وہی غلط نکلتی ہے۔ کیا یہ اس امر کا ثبوت نہیں کہ وہ لوگ جو مسلمانوں کے راہ نما بنے ہوئے ہیں۔ ان میں کسی امر کے متعلق صحیح فیصلہ کرنے کی اہلیت نہیں۔ اور ضرورت ہے۔ کہ مسلمان ان واقعات اور حالات سے فائدہ اٹھائیں۔ جو آئے دن انہیں پیش آرہے ہیں ؛

انقطاع عالم پر عذاب

پچھلے دنوں یورپ کے مختلف ممالک میں جو سیلاب بشکل عذاب آئے اور جن کا ذکر کرتے ہوئے مسلمان اخبارات نے ان کا نام "خدا کا عذاب" "طوفان نوح" وغیرہ رکھا۔ ان کے متعلق مولوی ثناء اللہ صاحب اپنے اخبار اہل حدیث (۱۵ر جنوری) میں بعنوان "یورپ میں عذاب بارش" لکھتے ہیں:۔

"غور کیا جائے۔ تو جتنے عذاب نزول قرآن مجید سے پہلی قوموں پر آئے تھے۔ متفرق طور پر آج مختلف انقطاع عالم پر وہی عذاب آرہے ہیں۔ گذشتہ ہفتہ یورپ میں طوفان باراں اسقدر آیا کہ الاماں والحفیظ۔ بڑی بڑی فرعونی حکومتوں کو بھی خدا یاد آگیا۔ حیدر آباد دکن میں موسیٰ ندی میں جو ۱۹۰۸ء میں طغیانی آئی تھی۔ اسی قسم کا طوفان یورپ کے سمندروں اور دریاؤں میں آیا۔ مگر کیا اتنے عذاب سے یورپ کو کچھ ہدایت ہو گی۔ دیدہ باید"

اب سوال یہ ہے۔ کہ جب انقطاع عالم میں آج اسی طرح عذاب آرہے ہیں۔ جس طرح پچھلے انبیاء کی بعثت کے وقت آتے تھے۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ خدا تعالیٰ نے اپنے اس قانون کے ماتحت وما کنا معذبین حتیٰ نبعث رسولا۔ ہم اسوقت تک دنیا میں عالمگیر عذاب نہیں بھیجتے۔ جب تک رسول مبعوث نکرلیں۔

اسی زمانہ میں بغیر کسی رسول کو مبعوث کرنے کے دنیا کو ان تمام قسم کے عذابوں میں مبتلا کر دیا۔ جو پہلے انبیاء کے وقت آتے رہے۔ کیا خدا تعالیٰ نے اپنا یہ قانون بدل دیا۔ اور دنیا کو بغیر متنبہ کئے اور کوئی ہادی بھیجے تباہ کرنے کا ارادہ کر لیا اگر یہ خدا تعالیٰ کی شان اقدس کے بالکل خلاف ہے۔ تو ضروری ہے۔ کہ اس زمانہ میں بھی اس نے اپنا رسول بھیجا ہو۔ چنانچہ اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ساری دنیا کے لئے بھیجا ہے

پہلے کیوں ہمہ گیر عذاب نہ آئے؟

کہا جاتا ہے۔ کہ عالمگیر عذاب آنے کے لئے کسی رسول کے مبعوث ہونے کی جو شرط ہے۔ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ پوری ہو چکی ہے۔ مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو مبعوث ہوئے تو تیرہ سو سال گذر چکے ہیں۔ اس عرصہ میں جبکہ دنیا میں برائیاں پھیل گئیں۔ کیوں ایسا عالمگیر عذاب کبھی نہ آیا۔ جیسا کہ آج" آ رہا ہے۔ اصل بات یہی ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو ساری دنیا کے لئے مبعوث کر کے اپنے اس قانون کو پورا کرنے کے بعد کہ ماکنا معذبین حتّٰی نبعث رسولاً دنیا پر عذاب نازل کئے ہیں۔ اب دنیا ان عذابوں سے اسی صورت میں بچ سکے گی۔ جب خدا کے فرستادہ کے ذریعہ خدا تعالیٰ کے آستانہ پر جھک جائے :

لنڈن کی سب سے پہلی مسجد

الٰہ آباد کا انگریزی اخبار پائونیر اپنے ۲۰ر جنوری ۱۹۲۶ء کے پرچہ میں بحوالہ سنڈے ایکسپریس لکھتا ہے :

"ساؤتھ فیلڈ (نزد ومبلڈن) کے ایک باغیچہ میں لنڈن کی سب سے پہلی تعمیر ہونے والی مسجد آہستہ آہستہ بلند ہو رہی ہے۔ جو مسلمانوں کے فرقہ احمدیہ کی طرف سے مذہبی اغراض کے لئے بنائی جا رہی ہے۔ انگلینڈ میں کل مسلمانوں کی مجموعی تعداد سر دست ایک ہزار نفوس کے لگ بھگ ہے۔ جن میں زیادہ حصہ انگریز مسلمین کا ہے۔ مسجد کی اس عمارت کی طرز تعمیر میں کوئی ایسا منارہ نہیں۔ جس پر چڑھ کر نمازیوں کے جمع ہونے کے واسطے موذن اذان دے۔ بلکہ اذان مسجد کی ڈیوڑھی میں دی جائے گی"

خدا تعالیٰ کے فضل سے لنڈن میں مسجد احمدیہ کا تعمیر ہونا سلسلہ کی خاص شہرت کا باعث ہو رہا ہے۔ اور امید ہے۔ خدا تعالیٰ اسکی برکت سے اشاعت اسلام میں بھی اعلےٰ نتائج پیدا کریگا :

آریہ سماج کی موت کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی

اور

مولوی ثناء اللہ صاحب کی تصدیق

مولوی ثناء اللہ صاحب نے اخبار اہلحدیث ۱۵ر جنوری میں "دونوں جانب سے پیشگوئیاں" کے عنوان سے لکھتے ہیں :۔

"۴ر جنوری کو پنڈت دہرم بھکشو دفتر اہلحدیث میں آئے۔ اور اثناء گفتگو میں کہا۔ کہ ہم نے تہیہ کر لیا ہے۔ کہ نبوت مرزا پر بحث کر کے ہم مرزائیوں کو مار دینگے۔ اس پر ہماری توجہ اخبار الفضل مورخہ ۵ر دسمبر ۱۹۲۵ء پر منعطف ہوئی جس میں ایک مضمون اس عنوان (آریہ سماج کی موت) کا ہے۔ اس مضمون میں ایڈیٹر الفضل نے جناب مرزا صاحب کی کتاب تذکرۃ الشہادتین سے آریوں کے متعلق پیشگوئی درج کی ہے۔ کہ اس مذہب (آریہ) کو نیست و نابود ہوتے تم دیکھ لوگے۔ اب ہم ثالث بالخیر کی حیثیت میں ان دونوں پیشگوئیوں کا انجام دیکھ رہے ہیں"

حیرت ہے۔ مولوی صاحب نے کس عقل و سمجھ کی بناء پر یہ تحریر کیا ہے۔ کہ وہ دونوں پیشگوئیوں کے انجام کو ایک ثالث کی حیثیت سے دیکھ رہے ہیں۔ جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آریہ سماج کے متعلق جو پیشگوئی فرمائی ہوئی ہے۔ اور جس کا حوالہ خود مولوی صاحب نے دیا ہے۔ اس کے پورا ہونے کا وہ یہ لکھ کر خود اعتراف کر چکے ہیں کہ :۔

"آریہ سماج بحیثیت دہرم کے مر گئی۔ واقعی بات یہ ہے کہ آریہ سماج اپنے اصول کے لحاظ سے مر چکی ہے"

(اہلحدیث ۹ر اکتوبر)

جب مولوی صاحب کے نزدیک بھی آریہ سماج بحیثیت دہرم مر گئی ہے۔ تو پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس پیشگوئی کے پورا ہونے میں انہیں اور کس بات کا انتظار ہے۔ جس کی نسبت حضور نے ان الفاظ میں خبر دی ہے۔ کہ

"تم میں لاکھوں اور کروڑوں انسان زندہ ہونگے۔ کہ اس مذہب کو نابود ہوتے دیکھ لوگے۔ کیونکہ یہ مذہب آریہ زمین سے ہے۔ نہ آسمان سے۔ اور زمین کی باتیں پیش کرتا ہے۔ نہ آسمان کی"

اب جبکہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے بچشم خود آریہ مذہب کو نابود ہوتا دیکھ لیا ہے۔ اور اس کا کھلے الفاظ میں وہ اعتراف بھی کر چکے ہیں۔ تو پھر ان کا یہ لکھنا کہ ابھی وہ اس پیشگوئی کے انجام کے منتظر ہیں۔ ان کی محض ہٹ دھرمی اور آریہ سماج کی بیجا حمایت ہے۔

آریوں کی پیشگوئی حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق

رہی یہ بات کہ پنڈت دہرم بھکشو نے بھی یہ پیشگوئی کی ہے کہ وہ "مرزائیوں" کو مار دیگا۔ یہ ہمارے لئے کوئی نئی پیشگوئی نہیں۔ اس سے بہت بڑھ کر پیشگوئی پنڈت لیکھرام نے کی تھی۔ جو اب تک "کلیات آریہ مسافر" میں موجود ہے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب اسے دیکھ کر فیصلہ کریں۔ کہ وہ کہاں تک پوری ہوئی ہے۔ وہ پیشگوئی یہ ہے کہ پنڈت لیکھرام نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مخاطب کر کے لکھا تھا۔

"آپ کی ذریت بہت جلد منقطع ہو جائیگی۔ غایت درجہ تین سال تک شہرت رہے گی"

پھر لکھا :۔

"خدا کہتا ہے۔ چند روز تک قادیان میں نہایت ذلت و خواری کے ساتھ کچھ تذکرہ رہے گا۔ پھر معدوم محض ہو جائے گا" (کلیات صفحہ ۴۹۸)

پھر جس اشتہار میں یہ الفاظ شائع کئے۔ اس میں لکھا۔

"مرزا صاحب! اس اشتہار میں جو کچھ احقر نے عرض کیا ہے۔ حرف بحرف خدا تعالےٰ کے حکم سے لکھا گیا ہے اور اس کے حکم سے کسی کو گریز نہیں۔ کیونکہ وہ احکم الحاکمین ہے پس آپ اور آپ کے معاونین اس معروضہ کو پڑھکر رنجیدہ دل اور کبیدہ خاطر نہ ہوں"

یہ ہے وہ پیشگوئی جو پنڈت لیکھرام نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف کی تھی۔ پنڈت دہرم بھکشو کے الفاظ کو تو خواہ مخواہ مولوی ثناء اللہ صاحب پیشگوئی قرار دے رہے ہیں۔ اس نے ہرگز یہ دعوےٰ نہیں کیا۔ کہ وہ پرمیشور کی طرف سے یہ الفاظ کہہ رہا ہے۔ مگر پنڈت لیکھرام کا اس قسم کا صاف اور صریح دعویٰ موجود ہے۔

اب مولوی ثناء اللہ صاحب ہی بتائیں۔ کہ کیا پنڈت لیکھرام کی مذکورہ بالا پیشگوئی پوری ہوئی۔ اگر نہیں۔ اور قطعاً نہیں۔ تو پنڈت دہرم بھکشو کس شمار و قطار میں ہے۔ اگر مولوی ثناء اللہ صاحب فی الواقعہ ثالث بالخیر بننا چاہتے ہیں تو ان کے لئے فیصلہ کرنے کی نہایت آسان راہ موجود ہے۔ آریہ سماج کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی بھی موجود ہے۔ جس کے پورا ہونے کا وہ خود اعتراف کر چکے ہیں۔ اور آریوں کی طرف سے بھی پیشگوئی موجود ہے۔ اسے بھی دیکھا جا سکتا ہے کہ کہاں تک پوری ہوئی ہے۔ کیا مولوی ثناء اللہ صاحب دیانتداری سے اس بارے میں فیصلہ شائع کرینگے۔ جس میں وہ خود ہی ثالث بالخیر بن گئے ہیں :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ

حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کا خاص مقصد

امید اور اصلاح پیدا کرنا

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہٖ

فرمودہ ۲۹ جنوری ۱۹۲۶ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

دین میں ہر ایک وہ شخص جو خدا تعالےٰ کی طرف سے الہام پاکر کھڑا ہوتا ہے۔ اس کا کوئی نہ کوئی خاص مقصد اور کوئی نہ کوئی خاص مشن ہوتا ہے۔ دنیا میں اکثر سچائیاں

ابتدائے آفرینش

سے ہی بنی نوع انسان پر ظاہر کر دی گئی تھیں۔ لیکن باوجود اس کے کہ صداقتیں ابتدا سے ہی ظاہر کی گئی تھیں۔ انسانی طبیعت چونکہ ایسی واقعہ ہوئی ہے۔ کہ بغیر خاص طور پر کسی امر کے متعلق زور دینے کے اس کی طرف توجہ نہیں کرتی۔ اس لئے خدا تعالےٰ نے زمانہ کے حالات اور ضروریات کو مدنظر رکھکر ہر نبی اور مامور کے ذریعہ خاص خاص باتوں پر زور دیا ہے۔

اس وقت مجھے اس بات کے پیچھے پڑنے کی ضرورت نہیں۔ کہ پچھلے انبیاء کیا کیا مشن لائے۔ وہ

مشہور انبیاء

جن کے سپرد خاص خاص کام ہوئے۔ ان کے مشن دنیا پر ظاہر ہیں آج میں اس امر کے متعلق کچھ بیان کرنا چاہتا ہوں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا کے لئے کیا

خاص مقصد اور مشن

لے کر آئے تھے۔ اس سے میری غرض یہ نہیں ہے۔ کہ میں اسوقت وہ تعلیمات بیان کروں۔ جو پہلے انبیاء دیتے آئے اور جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی دی ہیں۔ بلکہ یہ غرض ہے۔ کہ ہر نبی جو اپنے زمانہ میں بنی نوع کے اندر خاص خیال پیدا کرتا رہا ہے۔ اور تمام انبیاء اپنے زمانہ کے لوگوں کی حالت دیکھکر کوئی خاص خیال ان کے اندر جاگزیں کرنا چاہتے تھے۔ ایسا ہی حضرت مسیح موعودؑ نے کونسا خاص خیال دنیا میں پیدا کرنا چاہا ہے

پھر میری غرض اس سے یہ بھی نہیں ہے۔ کہ میں ان بدیوں یا ان نیکیوں کو بیان کروں۔ جن کو دور کرنے یا جن کو پیدا کرنے کے لئے انبیاء آتے رہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اپنے زمانہ میں ان بدیوں کو چھوڑنے اور نیکیوں کے کرنے پر زور دیا ہے۔ مثلاً عقائد میں

توحید الٰہی

ہے۔ ہر نبی نے اس پر زور دیا ہے۔ لیکن انسان کی دماغی ترقی کے ساتھ ساتھ توحید کا بیان بھی زیادہ واضح اور زیادہ بیّن ہوتا گیا ہے۔ جیسا کہ پہلے نبیوں نے اسے بیان کیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی بیان کیا ہے۔ مگر آپ نے ایسے رنگ میں اور اس وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ کہ دوسری امتوں کے انبیاء نے اس طرح بیان نہیں کیا۔ چنانچہ پچھلے دنوں میں نے اس کے متعلق اپنے بعض خطبات میں کچھ روشنی ڈالی تھی۔ اسی طرح نیکیوں میں سے

خدا تعالےٰ کی محبت

ایسی نیکی ہے۔ کہ سب انبیاء اس پر زور دیتے آئے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اس پر زور دیا ہے۔ اور اس زمانہ کی خاص بدیوں میں سے ایک بدی دنیا کو دین پر مقدم کرنا ہے۔ اس کے خلاف حضرت مسیح موعودؑ نے بہت زور لگایا ہے۔ میری مراد اس قسم کے عقائد یا اعمال کے متعلق آپ کی کوششوں کا ذکر کرنا نہیں۔ بلکہ میری مراد

دماغی تغیر

یعنی دماغ میں ایسا خیال پیدا کرنا ہے۔ جس کے ماتحت دنیا کے سارے اعمال آجاتے ہیں۔ پس اس وقت میری مراد خاص اعمال سے نہیں۔ خاص اعتقادات سے نہیں۔ بلکہ

روح عمل

اور عقائد کی روح سے ہے۔

اس بات کے لئے جب ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیمات کو دیکھتے ہیں۔ تو ہمیں دو باتیں نظر آتی ہیں۔ جن پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خاص طور پر زور دیا ہے۔ اور جن پر اس رنگ میں روشنی ڈالی ہے۔ جس رنگ میں آپ سے پہلے نہیں ڈالی گئی۔ ان میں سے ایک تو

امید کا پیغام

ہے۔ مختلف زمانوں میں مختلف حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے انبیاء نے خیالات کی رَو پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ مگر یہ بات حضرت مسیح موعودؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے ہی مقدر تھی۔ کہ آپ نے دنیا میں امید کی رَو پیدا کرنی چاہی۔

امید سے میری مراد

وہ طرب اور خوشی نہیں۔ کہ انسان اس حالت کے ماتحت ہر قسم کے افکار سے بچ جاتا ہے۔ پھر امید سے میری مراد آرزو بھی نہیں جس سے انسان اسکے اثر کے نیچے اعمال میں کمزور ہو جاتا ہے۔ پھر امید سے میری مراد محض التجا اور دعا بھی نہیں۔ کہ التجا اور دعا محض بے کسی اور بے بسی پر دلالت کرتی ہے۔ بلکہ

امید سے مراد

ان باریک در باریک قوتوں ان نہاں در نہاں طاقتوں اور ان مخفی در مخفی مقدرتوں پر اطلاع پانا ہے۔ جو انسان کے اندر اس لئے پیدا کی گئی ہیں۔ کہ وہ اس مقصد وحید کو پالے۔ کہ اللہ تعالےٰ کے حضور حاضر ہو جائے۔ اور امید سے میری مراد یہ ہے۔ کہ انسان نہایت ہی زبردست طاقتوں بہت وسیع قوتوں اور بے انتہا مقدرتوں کو لیکر پیدا ہوا ہے اور امید سے میری مراد یہ ہے۔ کہ اس کے محدود جسم میں غیر محدود طاقت مخفی ہے۔ اور امید سے میری مراد یہ ہے۔ کہ جو مقصد وحید انسان کے سامنے ہے۔ اسکے حصول کیلئے گوناگوں اور رنگا رنگ کی قابلیتیں اس میں پیدا کی گئی ہیں۔ یہ خیال ہے جو پہلے کسی نبی نے اس زور اس قوت اور اس وضاحت کے ساتھ دنیا میں پیش نہیں کیا۔ جس زور وضاحت اور قوت کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیش کیا ہے

پہلے انبیاء کے وقت

کئی قسم کے خوف دلائے گئے۔ امیدیں دلائی گئیں۔ مردہ دلوں کو زندہ کرنے کی کوششیں کی گئیں۔ وہم میں پڑے ہوئے لوگوں کو حقیقت کی طرف لانے کی کوشش کی گئی۔ سستوں اور غافلوں کو ہشیار اور چست بنانے کی تدبیریں کی گئیں۔ اپنی تیزیٔ طبع سے دوسروں کے جذبات کو پامال کرنے والوں کو پیچھے کھینچا گیا۔ مگر امید کا یہ پہلو جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیش کیا۔ کسی نے پیش نہیں کیا۔

پھر دوسری تعلیم جسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دنیا کے سامنے نئے رنگ میں پیش کیا۔ اور جسے آپ نے اپنی ہر تحریر اور بات کا مغز بنا لیا۔ وہ

اصلاح ہے

آپ نے اس امر کو پیش کیا ہے۔ کہ دنیا کی کوئی چیز اصل مقصود نہیں۔ سب اعمال پوست اور چھلکا ہیں۔ ایک قسم کی پوشش اور لباس ہیں۔ ان تمام پوششوں اور چھلکوں کے درمیان ایک اور مغز ہے۔ اور ان تمام لباسوں کے نیچے ایک اور جسم ہے۔ اور وہ روح نتیجہ ہے۔ جو اعمال کا پیدا ہوتا ہے۔ اگر کسی اچھے سے اچھے اور خوبصورت سے خوبصورت کام کے نتیجہ میں بدی اور بدکاری فساد اور جھگڑا پیدا ہوتا ہے تو وہ عمل اچھا نہیں۔ کیونکہ جس چیز کا روحانی نتیجہ اچھا نہیں نکلتا۔ وہ اپنی ذات میں اچھی نہیں۔ اسی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس امر کو پیش کیا ہے۔ کہ ہمارے

تمام اعمال میں اصلاح

مدنظر ہونی چاہیئے۔ لیکن اس اصلاح سے مراد وہ سطحی اصلاح نہیں۔ جیسے کسی شاعر نے یہ کہدیا ہے ؎

دروغِ مصلحت آمیز بہ ز راستی فتنہ انگیز

کہ مصلحت کے ماتحت جھوٹ بولنا اچھا ہے۔ فتنہ پیدا کرنے والی سچائی سے۔ یہ محض شاعرانہ خیال اور سطحی نظر سے دیکھنے کا نتیجہ ہے۔ جس میں صرف اس بات کو دیکھا گیا ہے۔ کہ ہمارے عمل کا

عاجل نتیجہ

بھی نکلا کرتا ہے۔ اور یہ نہیں دیکھا گیا۔ کہ بعد میں آنے والا بھی اثر ہوتا ہے۔ جو ہمیشہ قایم رہتا ہے۔ اس خیال کے لوگوں نے اس بات پر تو غور کیا ہے۔ کہ بعض دفعہ سچائی اپنے فوری طور پر کوئی فتنہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اور جھوٹ سے امن قائم ہو جاتا ہے۔ مگر یہ نہیں دیکھا۔ کہ دنیا کے ہزاروں ہزار لوگ بلکہ دنیا کے تمام لوگ نیتوں کو نہیں دیکھتے۔ نتیجوں کو دیکھتے ہیں کیونکہ ان میں کسی کی

نیت پڑھ لینے کی طاقت

نہیں ہوتی۔ بچے اور دوسرے لوگ جب کسی کو جھوٹ بولتے دیکھیں گے۔ تو انہیں یہ نہیں نظر آئے گا۔ کہ جھوٹ بولنے والے کی نیت کیا ہے۔ بلکہ وہ یہی دیکھیں گے۔ کہ فلاں آدمی جس پر انہیں اعتماد اور بھروسہ ہے۔ وہ جھوٹ بول رہا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ جھوٹ پھیل جائے گا۔ اور اس طرح اخلاقی ملکی اور قومی تباہی آ جائے گی۔ اس میں شبہ نہیں۔ کہ بعض دفعہ سچ بولنے سے فساد پیدا ہو جاتا ہے۔ اور جھوٹ بولنے سے فساد دب جاتا ہے۔ مگر اس میں بھی شبہ نہیں۔ کہ آخرکار اس سے دنیا کا امن برباد ہو جاتا ہے۔ یہ خیال کرنے والوں نے اس بات کو نہیں سوچا۔ اور یہ سوچا ہے۔ کہ راستی کے یہ معنی نہیں۔ کہ جو بات جیسے معلوم ہو۔ اسے ضرور بیان کرتا پھرے۔

راستی اور جھوٹ کے درمیان ایک اور درجہ

بھی ہے۔ اور وہ خموشی ہے۔ بے شک جھوٹ برا ہے۔ اور بیشک سچائی کبھی فساد کا باعث بھی ہو جاتی ہے۔ مگر ایک شخص کیوں سچ یا جھوٹ بولے۔ جب اس کے لئے یہ رستہ کھلا ہو کہ خموش رہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مراد اصلاح سے یہ نہ تھی۔ کہ انسان بظاہر فتنہ پیدا کرنے والے امور سے بچ جائے۔ کیونکہ بہت دفعہ ایسا واقعہ ہوتا ہے۔ کہ بعض امور فوری طور پر فتنہ کا موجب ہوتے ہیں۔ لیکن حقیقی نتیجہ ان کا بہت اعلےٰ نکلتا ہے۔ اس لئے اصلاح سے مراد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ تھی۔ کہ انسان کو سب باتوں پر وسیع نظر ڈال کر اور تمام اثرات کو دیکھکر جو کسی کام سے پیدا ہو سکتے ہیں۔ خواہ وہ جسمانی ہوں یا روحانی دینی ہوں یا دنیوی۔ مخلوق سے تعلق رکھنے ہوں یا خالق سے۔ ان کا موازنہ کرنا چاہیئے اور پھر جس کام کے نتیجہ میں انجام کار بہتری ہو۔ وہ اختیار کرنا چاہیئے

دو پیغام

یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسے دیئے ہیں

کہ اگر دنیا ان پیغاموں کی طرف توجہ کرے۔ تو آج تمام تکالیف دور ہو سکتی ہیں۔ دنیا کی ظلمت کافور ہو سکتی ہے۔ نور کی شعاعیں دنیا کے نہایت تاریک گوشوں تک پہنچ سکتی ہیں۔

ہماری جماعت کے لوگوں کو یہ بات اچھی طرح یاد رکھنی چاہیئے۔ کہ یہ زمانہ

امید اور اصلاح کا زمانہ

ہے۔ اور اس زمانہ میں مایوسی کا سر کچلا گیا۔ کیونکہ مایوسی شیطان ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے پیشگوئی ہے۔ کہ وہ شیطان کا سر کچلے گا۔ اور شیطان کو عربی میں ابلیس کہتے ہیں۔ جس کے معنی ہیں مایوس ہونے والا۔ گویا اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ مایوسی کو کچل دیا جائے گا۔ ورنہ یہ معنی نہیں۔ کہ وہ چیز جسے خدا نے پیدا کیا۔ اور جو قیامت تک رہے گی۔ اسے حضرت مسیح موعودؑ کچل دینگے۔ ابلیس اس لئے پیدا کیا گیا۔ کہ انسان کو ہوشیار کرے۔ اور ملائکہ کے مقابلہ میں نیکی سے روکے۔ اب اگر وہ ابلیس کچلا جائے گا۔ تو اس کا یہ مطلب ہوا۔ کہ ملائکہ بھی مارے جائیں گے۔ مگر ملائکہ چونکہ مارے نہیں جائیں گے۔ بلکہ قیامت تک رہیں گے۔ اور قیامت کے بعد کے متعلق ہمیں علم نہیں۔ اس لئے اگر انسان نے خدا تعالےٰ تک پہنچنا ہے۔ تو

ابلیس کا رہنا بھی ضروری ہے

کیونکہ جب کسی کام میں روکیں اور مشکلات نہ ہوں۔ اس وقت تک اس کام کے کرنے والے کو انعام بھی نہیں مل سکتا۔ پس اگر ابلیس نہیں۔ تو جنت بھی نہیں۔ خدا تعالےٰ کے انعامات بھی نہیں۔ دیکھو بکریوں۔ بھیڑوں گایوں کے لئے ابلیس نہیں۔ تو ان کے لئے جنت بھی نہیں۔ انسان کیلئے ابلیس ہے تو انسان ہی کے لئے جنت بھی ہے۔ اور بغیر خطرناک امتحانوں میں پڑنے کے کوئی انعام کا مستحق نہیں ہو سکتا۔ پس وہ ابلیس تو رہے گا۔ جو انسان کو ہوشیار کرنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ کیا حضرت مسیح موعودؑ نے ساری دنیا سے بدی مٹا دی۔ اگر نہیں اور واقعہ میں نہیں مٹائی اور نہ کلیۃً مٹ سکتی ہے۔ تو یہ کہاں سے آگئی ہے جب کہ بدی کی تحریک کرنے والا ابلیس مارا گیا۔ بات یہ ہے۔ کہ

ابلیس کے کچلے جانے کی پیشگوئی

کا یہ مطلب نہیں۔ کہ حضرت مسیح اس بد روح کو جو بد خیالات پیدا کرتی ہے۔ کچل ڈالے گا۔ اور تمام دنیا سے بدی مٹ جائے گی۔ بلکہ یہ ہے۔ کہ مسیح موعودؑ امید کا پیغام لیکر آئے گا اور مایوسی کو کچل دے گا۔ سوائے اس کے کوئی معنی اس پیشگوئی کے نہیں ہو سکتے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک کام یہ بھی تھا۔ کہ امید کا پیغام لائے۔ اور وہ بس۔

مایوسی اور ناامیدی کو مٹا دے گا۔ اور دنیا میں امید کے خیالات کی رو چلا دیگا۔ اب ہر وہ شخص جو امید کے مقام پر اپنے آپ کو کھڑا کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کا ساتھ دے کر ابلیس کا سر کچلتا ہے۔ اور ہر وہ شخص جو مایوسی اور ناامیدی کو اپنا شعار بناتا ہے اس وجود کو زندہ کرتا ہے جسے مارنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے تھے۔ اسی طرح ہر ایک وہ شخص جو اپنے

اعمال کے وسیع نتائج

پر نگاہ نہیں ڈالتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کام میں رکاوٹ ڈالتا ہے۔ اور ہر وہ شخص جو ہر ایک فعل کے وسیع نتائج پر نظر ڈالتا اور اس بات کا موازنہ کرتا ہے۔ کہ اس سے روحانی اور دنیوی نتیجہ کیا نکلے گا۔ اور جس کام کا انجام اچھا ہوتا ہے۔ اسے اختیار کرتا ہے۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کام میں مدد دیتا ہے۔ پس میں اپنے تمام دوستوں اور بھائیوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ اس پیغام کو یاد رکھیں۔ جسے لے کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آئے تھے۔ اور

وہ پیغام

ابلیس کا سر کچلنا اور امید و رجا کے جذبات پیدا کرنے کا ہے یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ امید خوف اور خشیت کے مخالف نہیں۔ بلکہ اس کی تائید کرتی ہے۔ کوئی امید بغیر خوف کے نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ امید کہتے ہی اسے ہیں۔ کہ جب غالب طور پر خیال ہو۔ کہ ایسا ہو جائے گا۔ انسان سمجھتا ہے سامان موجود ہیں۔ مگر ممکن ہے کوئی روک پیدا ہو جائے۔ تو امید کا لفظ اپنے اندر خوف اور خشیت رکھتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے امید کے مقام پر جماعت کو کھڑا کیا۔ اور مایوسی کو نکالنے کی کوشش کی ہے۔ بعض لوگوں کے لئے یہ زمانہ مایوسی اور

ناامیدی کا زمانہ

ہے۔ اور اگر اس قوم کے لئے یہ زمانہ مایوسی کا زمانہ نہ ہوتا۔ جس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سب سے پہلے مبعوث ہوئے۔ تو پھر آپ کے متعلق یہ پیشگوئی بھی نہ ہوتی۔ کہ آپ ابلیس کا سر کچلیں گے۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے۔ تو خود مسلمان کہہ رہے تھے۔ کہ سو سال کے اندر اندر عیسائیت اسلام کو کھا جائے گی۔ وہ اسلام کی طرف سے عیسائیت کے آگے معذرتیں شائع کر رہے تھے۔ اور اسلام کو عیسائیت کے قالب میں ڈھال رہے تھے۔ مگر آج دیکھو کیسی کایا پلٹ گئی ہے۔ خواہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان لوگوں نے مانا یا نہ مانا۔ مگر وہ

امید کی بارش

جو آپ نے دنیا میں برسائی۔ اس سے متاثر ہوئے بغیر وہ بھی

ہے۔ اور وہ لوگ جنھوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا انکار کیا۔ وہ بھی امید کے پانی سے کچھ نہ کچھ سیراب ہوئے۔ بلکہ وہ یورپین اور مغربی قومیں جو ایک طرف تو غلط قسم کے خیالات میں مبتلا اور دوسری طرف سخت مایوسی میں گرفتار ہونے کی وجہ سے

اخروی زندگی

سے انکار کر رہی تھیں۔ ان میں ایسے لوگ پیدا ہو گئے ہیں۔ جو لکھ رہے ہیں کہ اخروی زندگی بھی ہے۔ پس امید کی جھلک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہ صرف مسلمانوں کے دلوں میں پیدا کر دی۔ بلکہ یورپ میں بھی پیدا کر دی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لکھا ہے۔ نبی کا یہ کام نہیں کہ ہر جگہ پہنچے۔ بلکہ خدا تعالیٰ لوگوں کے قلوب میں فرشتوں کے ذریعہ تحریک کرتا ہے۔ اور لوگ اس کی وجہ سے متاثر ہوتے ہیں۔ جو نبی پیدا کرتا ہے۔ پس دنیا میں جو تبدیلی غیر معمولی ہوتی ہے۔ وہ اسی کی طرف سے ہوتی ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ اس کی مدد فرشتوں کے ذریعہ کرتا ہے۔ پس گو ان علاقوں میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نہیں گئے۔ اور ابھی تک ہمارے مبلغ بھی نہیں پہنچے۔ لیکن وہاں جو تبدیلی ہو رہی ہے۔ وہ وہی ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا کرنا چاہتے تھے۔ قرآن کریم میں بھی یہ پیشگوئی ہے کہ مسیح موعود کے زمانہ میں تمام قوموں میں امنگ پیدا ہوگی۔ کہ ہم سب کو فتح کر لیں۔ یہ بھی امید ہی ہے۔ اور اب دیکھ لو۔ ہر قوم میں اس زمانہ میں کس طرح یہ پیدا ہو رہی ہے۔ وہ ہندو جو صدیوں سے مفتوح چلے آ رہے ہیں۔ اور جو کسی کو اپنے مذہب میں داخل ہی نہ کرتے تھے۔ وہ بھی کہتے ہیں۔ کہ دنیا میں غلبہ حاصل کرنے کے لئے دوسروں کو اپنے اندر داخل کرنا چاہیئے اور وہ کر رہے ہیں۔ اسی طرح یہودی بھی جو کسی کو اپنے اندر داخل نہ کرتے تھے۔ وہ بھی غلبہ حاصل کرنے کے لئے اپنی تعداد بڑھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ان سب قوموں کی مثال ایسی ہے۔ کہ جب بارش ہوتی ہے۔ تو جہاں کھمبیں نکلتی ہیں۔ وہاں بدبودار بوٹیاں بھی نکل آتی ہیں۔ چونکہ وہ

امید کا پانی

جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ آسمان سے برسا وہ دوسروں پر بھی پڑا۔ اس لئے انہوں نے بھی امید اپنے دل میں پیدا کر لی۔ مگر یہ ہماری جماعت کے لئے افسوس اور رنج کی بات ہوگی۔ کہ وہ قوم جس کے لئے امید اتاری گئی۔ اگر وہ اس سے محروم رہے۔ اور دوسرے فائدہ اٹھالیں۔ اگر بارش سے زہریلی بوٹی اُگ سکتی ہو اور اُگتی ہیں تو کیا شیریں پھل کا فرض نہیں ہے۔ کہ وہ بھی اس بارش سے فائدہ اٹھائے۔ اور ترقی کرے۔ پس میں اپنی تمام جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے دل میں

اُمید پیدا کرو

اور مایوسی کو چھوڑ دو۔ کیونکہ جو شخص مایوسی کا ساتھ دیتا ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ نہیں رہ سکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ وہی رہ سکتا ہے۔ جس کے قلب میں فوارہ کی طرح امید پھوٹتی ہے اور جسے کوئی بند نہ کر سکتا ہو۔ میں

دُعا

کرتا ہوں۔ کہ خدا تعالیٰ ہماری جماعت کے لوگوں میں بھی اُمید پیدا کرے۔ اور ناامیدی جو تمام ہلاکتوں اور تباہیوں کی جڑ ہے اسے نکال دے۔ آمین ✣

کیا اسلام بزور شمشیر پھیلا؟

عیسائیوں کی کاسہ لیسی سے بانی آریہ سماج اور دیگر آرین لیکچرار ہمیشہ اسلام کو بدنام کرنے کے لئے بھاگتے تھے۔ کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے۔ کیونکہ وہ جانتے تھے۔ کہ بانی اسلام علیہ التحیۃ والسلام کی معجزانہ اور بے نظیر ترقی وعروج لوگوں کی نظر میں اسلام کی صداقت اور روحانیت کا بیّن ثبوت ہے۔ مگر ہم ذیل میں ایڈیٹر آریہ مسافر دہلی کا ایک نوٹ شائع کرتے ہیں۔ جس سے عیاں ہے۔ کہ اسلام بالخصوص ہند میں کسی جبر اور تشدد کے ماتحت نہیں پھیلا۔ بلکہ محض اپنی روحانیت اور فقرار و صوفیاء کے نیک نمونہ کے باعث پھیلا تھا۔ چنانچہ وہ یہ ہے:۔

> ”گورو نانک جی کی جنم ساکھی میں نہ ہے سے واضح کیا گیا ہے۔ کہ مسلمان حملہ آور اور مسلمان بادشاہ اپنی اپنی طاقت کا استعمال کر چکے۔ پر ہندوستان اسلام کے قابو نہ آیا۔ جبر اور ظلم سے مذہب کسی نے نہ چھوڑا۔ مگر جب خاص سازش کر کے فقیری بھیس دھارا گیا۔ تو ہند کا راجہ پرجا سب جھک گئے۔“
>
> (آریہ مسافر نمبر ۵ صفحہ ۱۵)

یہ اقتباس محتاج تشریح نہیں۔ ”عیاں را چہ بیان“ کیا ان الفاظ کو شائع کر کے بھی آریہ سماج کا حق ہے۔ کہ وہ کبھی کہ اسلام تلوار یا طمع کے ذریعہ پھیلایا گیا۔ بالخصوص پنڈت دہرم بھکشو صاحب جن کے اپنے ہاتھ کے یہ الفاظ ہیں۔

خاکسار

اللہ دتا جالندہری (مولوی فاضل) قادیان

سرمایہ جمع کرنے اور انتظام کے ساتھ کام پر لگانے کی ضرورت

از جناب چوہدری فتح محمد صاحب سیال ایم اے

احمدی جماعت کی مالی حالت کو بہتر کرنے کے لئے کوئی سکیم کامیاب نہیں ہو سکتی۔ جب تک کہ احباب کے دل میں یہ بات معتقدانہ طور پر نہ گڑ جائے۔ کہ جس طرح جمادات یا حیوانات یا انسانوں کے باہمی کے حالات اور معاملات میں اجتماع۔ اتحاد اور انتظام سے طاقت اور غلبہ پیدا ہوتا ہے۔ اور مفید نتائج مترتب ہوتے ہیں۔ اسی طرح خاص نظام کے ماتحت روپیہ کو جمع کرنے اور خرچ کرنے سے اقتصادیات یعنے قوم کی مالی حالت میں خاص طاقت غلبہ اور مفید نتائج پیدا ہوتے ہیں۔ انسانی حالات میں ہم دیکھتے ہیں کہ ایک لاکھ کی مجتمع اور منتظمہ فوج ایک ہوشیار افسر کے ماتحت اکثر دفعہ تین یا چار کروڑ کی متفرق و منتشر آبادی پر اپنا قبضہ حاصل کرتی ہے۔ کہ وہ ۳۰۰-۴۰۰ کروڑ انسان باوجود تعداد اور جسمانی طاقت میں زیادہ ہونے کے کم و بیش ایک لاکھ فوج کے سامنے مغلوب و مقہور ہو جاتے ہیں۔ یہی طبعی قانون روپیہ کے معاملات میں چلتا ہے۔ مجتمع اور منتظمہ دولت ایک ہوشیار آدمی کے ہاتھ میں متفرق و منتشر دولت پر ہمیشہ غالب آتی ہے۔ ایک بنیا جو ایک گاؤں میں دوکانداری کرتا ہے اس کی دولت گاؤں کے زمینداروں کی مجموعی دولت کے بالمقابل کچھ حیثیت نہیں رکھتی۔ اور اگر زمیندار اپنی دولت کو جمع کر کے استعمال کرنے کا ڈھنگ جانتے۔ تو وہ بنیا صاحب کے کبھی محتاج نہ ہوتے۔ لیکن عام طور پر یہ دیکھا جاتا ہے۔ بنیا کے پاس اس قدر روپیہ ہوتا ہے۔ کہ متفرق طور پر علیحدہ علیحدہ گاؤں کے ہر ایک زمیندار سے وہ زیادہ مالدار ہوتا ہے اور اس کا استعمال بھی وہ زمینداروں سے بہتر جانتا ہے پہلے وہ اکے دُکے زمینداروں پر غالب آتا ہے۔ پھر آہستہ آہستہ سارے گاؤں پر بحیثیت مجموعی غالب آجاتا ہے۔ اور گاؤں کے زمیندار اس کے مقابل میں اسی طرح بے بس ہو جاتے ہیں۔ جس طرح ایک لاکھ فوج کے سامنے کئی کروڑ آبادی کا ملک۔ اس اصل کے ماتحت ایک معمولی بنیا تمام گاؤں کے زمینداروں پر اقتصادی رنگ میں غالب آتا ہے۔ اسی اصل اور قانون کے ماتحت ہندو ہندوستان میں مسلمانوں پر غالب ہیں۔ اور اسی اصل کے ماتحت عیسائی اقوام ہندوستان اور دیگر ممالک میں مسلمانوں پر غالب ہیں۔ ہندوؤں اور عیسائیوں کا راس المال۔ متحدہ۔ منتظمہ ایک خاص غرض

کے لئے ہوشیار اور تجربہ کار لوگوں کی رہنمائی میں کام کرتا ہے۔ لیکن مسلمانوں کا مال متفرق و منتشر طور پر نادان لوگوں کے ہاتھوں پڑا ہوا ہے۔ اور بالکل بے سود ہے۔ اور اس کا عدم و وجود برابر ہے۔ مسلمانوں کو اس اقتصادی پستی اور مغلوبیت کی حالت سے نکالنے کیلئے ضروری ہے کہ ان کے مالوں کے ایک حصہ کو ایک نظام کے ماتحت جمع کیا جائے۔ تاکہ مسلمان بھی اقتصادی اتحاد اور اجتماع کے فوائد سے اسی طرح متمتع اور مستفیض ہو سکیں۔ جس طرح کہ غیر اسلامی اقوام متمتع اور مستفیض ہو رہی ہیں۔ تا اس طرح کسی حد تک تلافی مافات ہو سکے۔

غیر اسلامی اقوام سود کے ماتحت اموال جمع کرتی ہیں۔ اور مسلمانوں کو بجا طور پر اس بات پر اعتراض ہے کیونکہ یہ طریقہ اسلامی شریعت، اعلیٰ اخلاق مثلاً انصاف اور ایثار وغیرہ کے خلاف ہے۔ اس لئے مسلمانوں کو چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ سود کو ترک کر کے کوئی دوسرا طریقہ راس المال کے جمع کرنے کا نکالتے۔ لیکن افسوس ہے کہ موجودہ زمانہ کے مسلمانوں نے سود کو بھی ترک نہیں کیا بلکہ اقتصادی اغراض کے ماتحت اموال کو بھی جمع کرنا چھوڑ دیا۔ اس طرح وہ سود دینے سے تو بچ گئے۔ لیکن اقتصادی افتراق اور انتشار کے خطرناک نتائج میں مبتلا ہو گئے۔ اور چاروں طرف سے دشمنوں کے زبردست اجتماع نے مغلوب کر کے ان کو محض مفلس بنا دیا۔ حتیٰ کہ مسلمانوں کی سلطنتیں بھی جہاں موجود ہیں۔ وہاں بھی اقتصادی اور تجارتی طور پر ان کی کوئی حیثیت نہیں۔

قانون طبعی کے مطابق اتحاد کی خوبی کی وجہ سے مجتمع اور منتظمہ اموال متفرق و منتشر اموال پر ضرور غالب آئیں گے خواہ وہ طریقہ جس سے وہ اموال جمع کئے گئے ہوں، ناجائز ہی کیوں نہ ہوں۔ چونکہ اتحاد اور اجتماع کی ذاتی خوبی اس کے طریقہ کے ناجائز ہونے سے ضائع نہیں ہو سکتی۔ اور نہ ہی متفرق و منتشر مال اس لئے بچائے جاتے ہیں۔ کہ وہ نیک لوگوں کے اموال ہیں۔ جو لوگ ناجائز طریقے استعمال کرتے ہیں ان کو ان کی سزا ملتی ہے۔ لیکن اس کا رنگ اور ہوتا ہے۔ ایک چیز کی طبعی خاصیت میں اس لئے تبدیلی واقع نہیں ہو سکتی ہے۔ کہ اس کا استعمال کسی قانون کے خلاف یا ناجائز طور پر ہو رہا ہے۔ اگر سود لینے والے ایک مذہبی قانون کو توڑتے ہیں۔ اس کی سزا عاقبت میں ان کو ضرور ملیگی لیکن مسلمان اللہ تعالےٰ کے اقتصادی قانون کو توڑتے ہیں اور اقتصادی قانون کو توڑنے والوں کو اسی دنیا میں فوراً سزا ملتی ہے۔ کیونکہ اقتصادی قانون ایک رنگ میں طبعیات

کے ماتحت کام کرتے ہیں۔ جس کا اس مادی دنیا کے ساتھ تعلق ہے۔ مسلمانوں کا مسلمان ہونا ان کو اس سزا سے بچا نہیں سکتا جس طرح چند ڈاکو مل کر اگر نیک معاش لوگ جمع ہو کر ان کا مقابلہ نہ کریں۔ تو ایک علاقہ کو لوٹ لیتے ہیں۔ اسی طرح چند سود خوار مل کر مال اور اقتصادی طور پر سارے ملک پر غالب آ سکتے ہیں۔ اگر مسلمان مالی اور اقتصادی اتحاد پیدا کریں کہ ان کے مقابلہ میں کھڑے نہ ہو جائیں۔ پنجاب کی انیسویں صدی عیسوی کی تاریخ سبق آموز ہے۔ سکھ قوم کی حیثیت ابتدا میں ڈاکوؤں کے چند گروہوں سے زیادہ نہ تھی۔ اور مسلمانوں کے مقابلے میں ان کی تعداد بھی بہت تھوڑی تھی۔ مسلمانوں کی تعداد دو کروڑ سے اوپر تھی۔ اور سکھوں کی تعداد اس وقت دس لاکھ سے اوپر نہ تھی۔ یہ دس لاکھ ڈاکو ایک خیال کے ماتحت متحد تھے۔ لیکن دو کروڑ امن پسند لوگوں کے درمیان نہ وحدت تھی نہ ہمدردی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے پنجاب کا ملک پچاس سال تک اس قوم کے سپرد کر دیا۔ بیشک لوٹ مار کرنا ایک شرعی گناہ ہے۔ لیکن فقدان وحدت ایک طبعی گناہ ہے۔ جس کی سزا فوری اور نتائج میں زیادہ خطرناک ہوتی ہے۔ اکثر دفعہ دیکھا گیا ہے۔ کہ بظاہر نیک لوگوں میں جو بدی ہوتی ہے وہ بظاہر جرائم پیشہ سے زیادہ نقصان دہ ہوتی ہے۔ اور بسا اوقات لوگوں کو شکایت کرتے سنا گیا ہے کہ دیکھو فلاں شخص میں فلاں فلاں نقائص ہیں باوجود ان کے وہ ترقی کر رہا ہے۔ اور ہم نیک لوگ ہیں۔ اور ہر روز تنزل کر رہے ہیں۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ انسان کو دوسروں کا عیب نظر آتا ہے۔ لیکن اپنی بد اعمالیوں پر بصیرت حاصل نہیں ہوتی اس میں کچھ شک نہیں۔ کہ سود خوار جماعتوں کا کام بعض وجوہ کے ایک شرعی اور اخلاقی امر کے خلاف ہے۔ لیکن طبعی قانون کے مطابق ہے۔ اور مسلمان اس طبعی قانون کو توڑ رہے ہیں جس طرح ڈاکوؤں سے بچنے کے لئے امن پسند لوگ جماعت جماعت ہو کر ان کا مقابلہ کرتے ہیں۔ اور اس کے بغیر کامیابی محال ہوتی ہے۔ اسی طرح سے اگر مسلمان اگر اقتصادی رنگ میں سود خوار جماعتوں کا مقابلہ کرنا چاہتے ہیں۔ تو ان کو بھی جمع ہو کر بحیثیت جماعت کے ان کا مقابلہ کرنا پڑے گا۔ اور ان کو کوئی نہ کوئی طریق ایسا اختیار کرنا پڑیگا۔ کہ جس سے وہ اپنے مال کو تو جمع کر سکیں اور سود کا لین دین نہ ہو۔ ان کی مالی حفاظت اور غلبہ اسی حالت میں قائم رہ سکتا ہے کہ وہ بھی جائز طریقوں سے اپنے مالوں کا ایک حصہ خاص اقتصادی اغراض کے لئے انتظام کے ماتحت ایک جگہ جمع کریں تاکہ وہ دوسری اقوام کا میدان اقتصاد میں مقابلہ کر سکیں۔ اگر ایسا نہ کیا گیا۔ تو نقصانات روز بروز بڑھتے

جائینگے۔ جیسا کہ تجارت بغیر سرمایہ جمع کرنے کے نہیں ہو سکتی۔ نہ ہی آجکل کے صنعتی کارخانے بغیر سرمایہ کے چل سکتے ہیں۔ اسی طرح سے موجودہ زمانہ میں زراعت کا کام بھی بغیر سرمایہ اور بیرونی مدد کے نہیں چل سکتی۔ اور زمینداروں کو چونکہ ان کی آمد چھ مہینے کے بعد یا بعض علاقوں میں سال کے بعد ہوتی ہے۔ اس لئے مجبوراً ان کو قرضہ لینا پڑتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ زراعت جو مفاد ہے۔ وہ بھی آہستہ آہستہ سود خوار قوموں کے ہاتھوں میں جا رہا ہے۔ کیونکہ جو شخص کام کے لئے سرمایہ مہیا کرتا ہے بہترین حصہ اس کام کے منافع کا سرمایہ مہیا کرنے والے کو ملتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ مسلمان پنجاب میں یہ سمجھ کر تو اپنے آپ کو تسلی دے لیتے ہیں۔ کہ تجارت ہندوؤں کے ہاتھ میں ہے۔ اور زراعت ہمارے ہاتھ۔ لیکن واقعہ یہ ہے۔ کہ تجارت کا نفع بھی ہندوؤں کے ہاتھ ہی میں ہے۔ اور زراعت کا بھی۔ اور جوں جوں وقت گذرتا جائے گا۔ ہندوؤں کا قبضہ اور بھی زبردست ہوتا جائے گا۔ اس طبعی طاقت کے مقابل میں ایکٹ انتقال اراضی ایک بناوٹی روک ہے۔ اور دیر تک قائم نہیں رہ سکتی۔ اور اگر مسلمان اپنی اقتصادی حالت کے سنوارنے کی کوشش نہ کرینگے۔ تو ایک وقت زمینوں کے مالک بھی ہندو لوگ ہی ہو جائینگے۔

یہ سوال کہ سود کے بغیر ہم اموال کو کس طرح جمع کر سکتے ہیں۔ کہ جس سے سرمایہ مہیا کرنے والوں کو خطرہ نہ ہو۔ اور کام کرنے والوں کو بھی نقصان نہ ہو۔ آیندہ کسی مضمون میں پیش کروں گا۔ لیکن اسوقت میں یہی کہنا چاہتا ہوں۔ کہ لوگوں میں یہ احساس پیدا ہونا چاہیئے۔ کہ ہم سوائے جماعتی رنگ میں سرمایہ جمع کرنے کے ایسی قوموں کا ہرگز مقابلہ نہیں کر سکتے۔ جو کسی نہ کسی رنگ میں جماعت کے روپیہ جمع کر کے دنیا میں کام کر رہی ہیں۔

تکذیب مسیح موعودؑ کا نتیجہ

جلسہ سالانہ قادیان پر آنے سے پہلے یہ عاجز کپورتھلہ کے ایک محلہ میں تبلیغ کر رہا تھا کہ جلال الدین نام ایک شخص کہنے لگا۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مرزا جھوٹا ہے۔ دیکھوں مجھے طاعون کیا کہتی ہے۔ بہت سے مرد اور عورتیں اسبات کو سن رہے تھے۔ اس عاجز نے اسے کہا کہ ایسی بات مت کہہ۔ مگر اس نے پھر بار بار یہی کہا کہ میں تو مرزا کو جھوٹا ہی کہوں گا۔ دیکھوں مجھے طاعون کیا کہتی ہے۔ آخر میں وہاں سے چلا آیا۔ اور جب آ کر محمد احمد صاحب وکیل اور منشی ظفر احمد صاحب کے پاس بھی ذکر کیا۔ اللہ کی شان ہم جلسہ قادیان سے جب واپس گئے تو سن لیا کہ وہ طاعون سے ہلاک ہو گیا۔ اور وہاں کی عورتیں اور مرد مجھ سے کہنے لگے کہ مولوی جی آپکے آگے جلال الدین بڑا اکڑتا تھا۔ وہ ... کہا گیا ...

مولوی ثناء اللہ صاحب کی سخن فہمی

حضرت مسیح موعود پر ایک غلط الزام

نادان انسان کی یہ عادت ہے۔ کہ وہ جب کسی کی بے جا مخالفت پر اُتر آئے۔ تو دوسرے کی سیدھی باتیں بھی اسے ٹیڑھی ہی معلوم ہوتی ہیں۔ کسی نے سچ کہا ہے ؎

چشم بد اندیش کہ برکندہ باد۔ عیب نماید ہنرش در نظر

پیغام نے اب اپنی یہ عادت بنالی ہے۔ کہ وہ ہماری طرف غلط عقائد منسوب کرکے یا ہماری تحریرات سے غلط نتائج نکال کر گمراہ کن پروپیگنڈا کرے۔ اور وہ اپنی کامیابی کا راز اسی میں سمجھتا ہے۔ کہ ہمارے عقائد کی شکل بگاڑ کر لوگوں کے سامنے پیش کرے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری تو ماشاء اللہ پہلے ہی سے اس امر میں ید طولےٰ رکھتے ہیں ؛

پیغام کا مراسلہ نگار ہم پر یہ الزام لگاتا ہے۔ کہ ہم کلمہ لا الٰہ الا اللہ کو عملاً منسوخ قرار دیتے ہیں۔ اور شریعت اسلام کو منسوخ ٹھیراتے ہیں۔ اور احکامات جدیدہ کے قائل ہیں ؛

مولوی ثناء اللہ صاحب بڑی خوشی سے اس مضمون کو اپنے ۱۹ دسمبر کے اخبار اہلحدیث میں درج کرکے بات کو اور بھی بگاڑ کر پیش کرتے ہیں۔ اور یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ صاحب شریعت نبی کا تھا۔ چونکہ ایسا دعویٰ کفر ہے۔ لہٰذا مرزا صاحب نعوذ باللہ کافر ہیں۔ آپ نے اس بات کے اثبات کے لئے (اربعین ۴ ص ۶) کا حوالہ بھی دیا ہے۔ وہو ہذا

"جس نے اپنی وحی کے ذریعے چند امر و نہی بیان کئے۔ اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا۔ وہی صاحب شریعت ہوگیا۔ پس اس تعریف کے رُو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں۔ کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہے۔ اور نہی بھی۔ یہ الہام قل للمؤمنین یغضوا من ابصارہم ویحفظوا فروجہم ذالک ازکیٰ لہم۔ براہین احمدیہ میں درج ہے۔ اس میں امر بھی ہے اور نہی بھی"

مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنی قدیم روش کے مطابق اس حوالہ کو بھی سیاق سباق سے علیحدہ کرکے پیش کیا ہے مگر تعجب ہے کہ مولوی صاحب کو یہ عبارت تو نظر آگئی۔ مگر اس سے نیچے کی سطریں نظر نہ آئیں۔ جہاں لکھا ہے کہ :-

"چونکہ میری تعلیم میں امر بھی ہے۔ اور نہی بھی۔ اور شریعت کے ضروری احکام کی تجدید ہے۔ اس لئے خدا تعالےٰ نے میری تعلیم کو اور اس وحی کو جو میرے پر ہوتی ہے۔ فلک یعنی کشتی سے تعبیر کیا ہے"

اور اس سے اگلے صفحہ کی شروع کی دو سطریں بھی اوجھل ہوگئیں۔ جہاں لکھا ہے :-

"ہمارا ایمان ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔ اور قرآن ربانی کتابوں کا خاتم ہے۔ تاہم خدا تعالےٰ نے حرام نہیں کیا۔ کہ تجدید کے طور پر کسی اور مامور کے ذریعہ یہ احکام صادر کرے۔ کہ چوری نہ کرو۔ جھوٹ نہ بولو۔ جھوٹی گواہی نہ دو۔ زنا نہ کرو۔ خون نہ کرو۔ اور ظاہر ہے۔ کہ ایسا بیان کرنا بیان شریعت ہے۔ جو مسیح موعود کا بھی کام ہے"

(اربعین ۴ ص ۷)

مولوی صاحب دیکھیں حضرت مسیح موعود نے اپنی وحی کو نئی شریعت قرار نہیں دیا۔ بلکہ مجدد شریعت اور بیان شریعت قرار دیا ہے۔ مولوی صاحب تفسیر القول بما لا یرضیٰ بہ قائلہ اچھی نہیں ہوتی۔ اور یہ کسی نیک نیتی پر دلالت نہیں کرتی۔ آپ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات سے احمدیوں سے بڑھ کر واقف ہونے کا دعویٰ کیا کرتے ہیں یا بہتر ہے۔ کہ اب یہ دعویٰ چھوڑ دیں ہم آپ کو بتاتے ہیں۔ کہ آپ نے ہرگز ہرگز نئی شریعت لانے کا دعویٰ نہیں کیا۔ آپ اپنے آخری خط مندرجہ اخبار عام میں فرماتے ہیں:

"یہ الزام جو میرے ذمہ لگایا جاتا ہے۔ کہ گویا میں ایسی نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں۔ جس سے مجھے اسلام سے کچھ تعلق باقی نہیں رہتا۔ اور جس کے یہ معنے ہیں۔ کہ میں مستقل طور پر اپنے تئیں ایسا نبی سمجھتا ہوں۔ کہ قرآن شریف کی پیروی کی کچھ حاجت نہیں رکھتا۔ اور اپنا علیحدہ کلمہ اور علیحدہ قبلہ بناتا ہوں۔ اور شریعت اسلام کو منسوخ کی طرح قرار دیتا ہوں۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اقتداء اور متابعت سے باہر جاتا ہوں۔ یہ الزام صحیح نہیں۔ بلکہ ایسا دعوےٰ نبوت میرے نزدیک کفر ہے۔ اور نہ آج سے بلکہ اپنی ہر ایک کتاب میں ہمیشہ یہی لکھتا آیا ہوں۔ کہ اس قسم کی نبوت کا مجھے کوئی دعویٰ نہیں"

دیکھئے۔ مولوی صاحب۔ کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایسی نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ جو آنحضرت صلعم کی متابعت سے علیحدہ ہو کر ہو۔ یا آپ نے علیحدہ کلمہ یا علیحدہ قبلہ بنایا ہے۔ اور شریعت اسلام کو منسوخ قرار دیا ہے۔ آپ تو ایسے دعوےٰ نبوت کو کفر قرار دیتے ہیں۔ پھر حضور نزول المسیح میں فرماتے ہیں :-

"پس چونکہ میں اس کا رسول ہوں۔ یعنی فرستادہ ہوں۔ مگر بغیر کسی نئی شریعت اور نئے دعوے اور نئے نام کے بلکہ اسی نبی کریم خاتم الانبیاء کا نام پاکر اور اسی میں ہو کر اس کا مظہر بن کر آیا ہوں" (نزول المسیح ص ۳)

ان حوالجات کو مولوی صاحب کے پیش کردہ حوالہ اور اس کے بعد کی چند سطریں ملا کر دیکھو۔ اس سے صاف ثابت ہو رہا ہے۔ کہ ان سے جو نتیجہ نکالا گیا ہے۔ وہ غلط اور بے بنیاد ہے۔ پس حضرت مسیح موعود نے جن اوامر و نواہی کے ملنے کا اربعین میں ذکر فرمایا ہے۔ وہ تو قرآن مجید ہی کے اوامر و نواہی ہیں۔ جو بطور بیان شریعت و تجدید شریعت کے ہیں۔ اور ایسے الہامات کا ہونا قرآن مجید کے رُو سے بند نہیں ؛

واضح رہے۔ کہ اس حوالہ میں منکرین کو ایک الزامی جواب دیا گیا ہے کہ تم لوگ جو حجت تراشتے ہو۔ کہ لو تقول علینا بعض الاقاویل صرف ان نبیوں کے لئے معیار ہے۔ جو شریعت رکھتے ہوں۔ حالانکہ اس آیت میں شریعت وغیرہ کا ذکر نہیں۔ تو تم اس تعریف کے لحاظ سے بھی ملزم ہو۔ کیونکہ جس کے الہام میں امر و نواہی ہوں۔ وہ ایک طرح صاحب شریعت کہلا سکتا ہے۔ پس اس تعریف کے رُو سے بھی تمہاری یہ حجت ٹوٹ جاتی ہے۔ ہاں اس الزامی جواب سے جو غلط فہمی پیدا ہو سکتی تھی۔ اس کا آپ نے ساتھ ہی ازالہ فرما دیا۔ کہ میرے اوامر و نواہی تجدید شریعت اور بیان شریعت کی صورت میں ہیں۔ ان معنوں میں نہیں کہ میں نئے دین کی طرف بلا رہا ہوں بلکہ صاف لکھ دیا۔ کہ ہمارا ایمان ہے۔ کہ قرآن ربانی کتابوں کا خاتم ہے ؎

سخن شناس نہ دلبرا خطا اینجا است

(قاضی محمد نذیر از لائل پور)

سکرٹریان تبلیغ جماعت احمدیہ توجہ فرمائیں

میں نے محض اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے آریوں کے مایہ ناز مسئلہ قدامت روح و مادہ کی تردید میں ایک کتاب بنام حدوث روح و مادہ تصنیف کی ہے۔ جسے میاں محمد یامین صاحب تاجر کتب قادیان نے چھپوایا ہے۔ اس کتاب کے ایک دوست نے دس نسخہ خرید کر مجھے دیئے ہیں۔ اور فرمایا ہے۔ کہ میں احمدی احباب بالخصوص سکرٹریان تبلیغ کو اطلاع دوں۔ کہ وہ اپنی مقامی آریہ سماج کے اگر تمام عہدہ داروں کو وہ کتاب دکھا دیں۔ اور اس کے جواب کا ان سے مطالبہ کریں۔ اور اپنی جگہ کے قریباً تمام آریہ سماج کو اسی سے واقف کریں۔ تو ان کو ایک نسخہ اس کا میں بھیج دوں۔ اس لئے ایسی جگہ کے سکرٹریان تبلیغ جہاں آریہ سماج کا زور ہے مجھے لکھیں۔ کہ وہ یہ کتاب اپنی جگہ کے سب آریوں کو دکھا دینگے۔ ایسی اطلاع پر میں کتاب کا ایک ایک نسخہ ان کی خدمت میں روانہ کر دوں گا ؛

(سید محمد اسحاق قادیان)

نظارت تعلیم و تربیت کا اعلان

اگر کسی جماعت کو امام کی ضرورت ہو۔ تو دفتر تعلیم و تربیت قادیان سے خط و کتابت کریں۔ والسلام ؛

قصیدہ

در مدح سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

بجا ہے خالق اکبر کو آئین جہانبانی — مسلّم تربیت ہر شے کی روحانی و جسمانی
وہی نقاش صورت ہے وہی خلاق معنی ہے — جہان جسم و جاں میں ہے اسی کی جلوہ افشانی
کواکب میں مہر انور ہیں انور مہر منور میں — ہے جلوہ ریز ہر ذرے میں فیض نور رحمانی
کہیں مہر کرم اس کا اگر پرتو فگن ہو جائے — تو ذرے کے لئے خورشید ہو اک داغ پیشانی
ہر اک شے میں نقصان و خسران تباہی ہو — اگر اک آن واحد کو جدا ہو ظل سبحانی
نہیں اندازۂ تقدیر سے باہر کوئی ذرہ — اگر دُرِّ یمانی ہے وگر لعل بدخشانی
ہر اک مشکل میں اس کی شان رحمت کار فرما ہے — یہ ہے قانون یزدانی یہ ہے آئین سلطانی
گلستاں وقت تاراج خزاں ہوتا ہے کچھ مدت — بہار جانفزا لاتی ہے دور راح ریحانی
اگر ہے آج قحط و خشک سالی اور بدحالی — تو کل ابر کرم ہے اور آسانی و ارزانی
شب تاریک چھا جاتی ہے جب سارے زمانے پر — طلوع مہر انور سے جہاں ہوتا ہے نورانی
ہو الاول ہو الآخر ہو الظاہر ہو الباطن — بہم مربوط ہیں قانون جسمانی و روحانی
نہیں ہے غایت مقصد اسیر خواب و خور ہونا — خدادانی سے ہے دنیا میں فخر نوع انسانی
محروم کفر و بدعت میں ہجوم یاس و حسرت میں — ریاض دین میں آتا ہے کوئی مامور ربانی
نہیں ممکن زمین دل کی سیرابی و شادابی — نہ اُترے آسماں سے جب تلک الہام کا پانی
جہالت کی سیاہی میں ضلالت کے اندھیرے میں — کسی کا روئے روشن بن گیا شمع شبستانی
ہوئی تجدید دیں پھر مہدی موعود کے ہاتھوں — رہے باقی نہ جب مسلم میں آثار مسلمانی
نظر آتا نہیں ہے آئنے میں عکس آئینہ — محمدؐ میں ہوا یوں احمدؑ آخر زماں فانی
وہی ساقی وہی باقی وہی ساغر وہی میکش — وہی رمز مسلمانی وہی تعلیم قرآنی
کیا یکجا نگہ دیکھا اس نے اجزائے پریشاں کو — ہوئے شیر و شکر ہندی و ایرانی و تورانی
ہوئے دل مطلع الانوار تاثیر صداقت سے — اُتر آیا ثریا سے ثرے لے پر نور ایمانی
کھلا باب یقین و معرفت انکی دعاؤں سے — کہ باران قبولیت ہے رشک ابر نیسانی
اٹھائے یک قلم دل سے شکوک و وہم کے پردے — کھلے اسرار پنہانی ملے انوار ایقانی
وہ معیار صداقت کر دیئے قائم ہوئی جن سے — تمیز حق و باطل اور نورانی و ظلمانی
جنہیں تھا علم پر غرّہ جو تھے سینا و افلاطوں — مقابل میں ہوئے ثابت اسیر جہل و نادانی
حریفوں میں نہیں باقی ہے کچھ تاب صف آرائی — بنے ہیں سنگ راہ خلق یہ غول بیابانی
کیا اتمام حجت اس نے یوں ادیان عالم پر — رہے گی جس سے دنیا تا قیامت محو حیرانی
پڑھا ہے آفتاب انکی صداقت کا زمانے میں — خجل کرتی ہے عالم کو دلائل کی درخشانی
ہمہ تن خیر و خوبی ہے سراپا حسن و احساں ہے — وہ میرا ماہ کنعانی نہیں جس کا کوئی ثانی
نیاز عشق کب لاتا ہے تاب ناز محبوبی — جگر میں چٹکیاں لیتا ہے انداز غزلخوانی
عبارت میں اشارت میں سراپا درد پنہاں ہے — حدیث عشق کب ہوتی ہے محتاج زباندانی
دبایا تاب گیسو کے سواد دل نے زمانے میں — علاج درد پنہانی مداوائے پریشانی
سعادت چیز کیا ہے تیری خاک آستاں ہونا — کہ ہے نقش قدم تیرا نگیں نقش سلیمانی
مبارک ہوں جہاں والوں کو زنجیریں غلامی کی — ہمیں نام خدا بس ہو تری وابستہ دامانی
دیا عاشق کو وہ پیراہن صدق و صفا تو نے — کہ ہے چاک سحر پر خندہ زن چاک گریبانی
خدا شاہد کہ مال و جان و دل تیرے حوالے ہیں — ترے شیداؤں کو آساں ہے ہر اک ایثار و قربانی
وہی مقبول ہے جس نے تجھے جانا تجھے مانا — وہی مخذول ہے جس نے نہ تیری قدر پہچانی
مقدر ہے ازل سے جنہیں تیرے خاکساروں کے — جہاں بینی جہانگیری جہانداری جہانبانی

صبا لے پیک مشتاقاں سلام مضطرش برساں
کہ یک دم پیش او بودن بہ از تخت سلیمانی

پیشوائے بہائیاں عبدالبہا کی مظلومیت

شیعوں کی طرح اہل بہار بھی اکثر اوقات اپنے مقتداؤں کی مظلومیت رقّت آمیز عبارت میں بیان کر کے عوام الناس کی ہمدردی حاصل کرنے کی سعی کیا کرتے ہیں۔ اور اس طرح اپنی مظلومیت جتا کر لوگوں کو اپنے دام تزویر میں پھنساتے ہیں۔ چنانچہ ایک بہائی لکھتا ہے:۔

"کہ حضرت عبدالبہا نے اپنے بزرگ والد کے ساتھ عمر کا بڑا حصہ گذار دیا۔ چالیس سال سجن عکہ میں رہے۔" (کوکب ہند جلد ۲ نمبر ۱۴۔ ۲۰ صفحہ ۱۵)

ناظرین! چالیس سالہ قیدی زندگی ملاحظہ فرمائیں:۔

"ایک مرتبہ حضرت بہاء اللہ نے (عبدالبہا سے) فرمایا کہ آپ کو ایک عمدہ گھوڑا لے لینا چاہیئے"

کیا قیدی بھی جیل خانوں میں گھوڑوں پر سواری کیا کرتے ہیں؟

جیل خانہ میں عبدالبہا کی خیرات

"حضرت عبدالبہا لطف و کرم کے مظہر تھے۔ آپ کی طبیعت ایام طفولیت سے ہی جود و سخا کی مالک تھی۔"

"عکہ میں پانچ چھ سو کے قریب ایسے فقرا تھے۔ جنہیں سے ہر ایک کو حضرت عبدالبہا ہر سال ایک عمدہ چادر دیا کرتے تھے۔" کوکب صہ ۱۳

"محتاجوں کو اپنے دست کرم سے ہزار ہا روپیہ بانٹتے تھے۔ جیسے کہ اس سے قبل ہر وقت اور ہر مقام پر آپ کا دست سخا کشادہ رہا ہے۔" (کوکب ہند صہ ۱۹)

بھائیو! کیا اسی کا نام قید ہے۔ جیسے سجن کو بھی کہا کرتے ہو؟

"حضرت عبدالبہا کے پاس روزانہ ڈاک میں کئی سو سے زیادہ خطوط آتے تھے۔ آپ ہر ایک کا جواب دیتے تھے۔"

یہ جیل خانہ کی حالت ہے؟

عبدالبہا کی سیر و تفریح

عبدالبہا نے ایک سوال کے جواب میں کہا:۔

"بغداد میں گھوڑے پر سوار ہو کر نکلا۔ شکاریوں کی ایک جماعت سے ملاقات ہوئی۔"

"حضرت عبدالبہا عزت و اقبال کے گہوارہ میں تربیت پاتے رہے۔ حتیٰ کہ حضرت بہاء اللہ نے بغداد کو ہجرت فرمائی۔"

"آپ کو سب لوگ سرکار آقا کہہ کر پکارتے تھے۔" "عام طور پر آپ کو الشاب الحکیم یعنے دانشمند نوجوان کہا جاتا تھا۔" "روغن زیتون آپ کی عام غذا تھی۔" (کوکب ہند صہ ۱۴)

ان حالات کی موجودگی میں یہ کہنا کہ:۔ "حضرت عبدالبہا چالیس سال سجن عکہ میں قید رہے۔" کہاں تک درست ہے؟

حافظ سلیم احمد۔ اٹاوی۔ مدرسہ احمدیہ۔ قادیان دارالامان

خطبۃ النکاح

بہ تقریب سعید نکاح حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہٖ

مولوی سید سرور شاہ صاحب نے بعد از نماز صبح مسجد اقصےٰ میں کثیر التعداد حاضرین کے مجمع میں بیان فرمایا۔

(یکم فروری ۱۹۲۷ء بروز دوشنبہ)

دنیا میں جتنے بھی انسان ہیں۔ وہ سب کے سب برابر ہیں۔ حتیٰ کہ وہ متبرک اور مقدس وجود جو سید ولد آدمؑ ہے۔ اس کی نسبت بھی قرآن شریف میں آیا ہے۔ قل ما انا الا بشر مثلکم کہ میں بھی تم جیسا ایک انسان ہوں۔ لیکن ان کے حالات میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ پھر ان کے ارادوں میں بھی عظیم الشان فرق پایا جاتا ہے۔ پھر ان کا جو تعلق خدا تعالےٰ سے ہوتا ہے۔ وہ بھی بالکل جداگانہ ہوتا ہے۔ اگر ہم ذرا غور کریں۔ اور گہری نگاہ اس پر ڈالیں تو ان سب امور میں وہ ایک دوسرے سے بالکل متباین نظر آتے ہیں۔ مثلاً کھانا ہے۔ اب دنیا میں جتنی بھی جاندار چیزیں ہیں۔ وہ سب ہی کچھ نہ کچھ کھاتی ہیں۔ انسان بھی کھاتا ہے۔ مگر انسانوں کے کھانے میں بڑا فرق ہے۔ جس طرح چارپائے اپنی نفسانی خواہش کے واسطے کھاتے ہیں۔ اسی طرح کافر بھی اپنی نفسانی خواہش اور لذت کے واسطے کھاتا ہے۔ جیسا کہ خداوند تعالےٰ نے سورہ محمدؐ میں فرمایا ہے۔ والذین کفروا یتمتعون و یاکلون کما تاکل الانعام والنار مثوی لھم۔ اور جو کافر ہوتے ہیں۔ وہ دنیوی فوائد حاصل کرتے ہیں۔ اور اس طرح کھاتے ہیں۔ جس طرح کہ چارپائے کھایا کرتے ہیں۔ یعنی یہ خدا کا حکم ہے۔ کہ کھاؤ۔ لیکن کافر اور مشرک لوگ اس طرح کھاتے ہیں۔ جس طرح کہ جانور۔ خدا تعالےٰ نے سورہ محمدؐ میں فرمایا ہے۔ جو کافر ہیں۔ کھانے پینے سے ان کی غرض سوائے اس کے اور کوئی نہیں کہ وہ اس سے تمتع حاصل کریں۔ اور چونکہ ہر کام میں ان کا مقصد یہی تمتع اور خواہشات و لذات کا حاصل کرنا ہے۔ لہٰذا وہ جہنم میں جا پڑیں گے۔ لیکن اس کے بالمقابل جو مومن ہوتے ہیں وہ جو بھی کام کرتے ہیں یا کھاتے اور پیتے ہیں۔ تو اس لئے کہ ہمارے حقیقی آقا کا ہمیں یہ حکم ہے اور پھر ان کے عمل باطل نہیں جاتے۔ کیونکہ ان کی نیت صرف تمتع اٹھانا ہی نہیں ہوتی۔ بلکہ اپنے رب کی فرمانبرداری ہوتی ہے۔ چنانچہ خدا تعالےٰ نے ان کو مخاطب کر کے قرآن شریف میں فرمایا ہے۔ یا ایھا الذین آمنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول ولا تبطلوا اعمالکم (محمد ۳۴) اے ایمان والو اللہ اور رسول کی اطاعت کرو۔ اور اپنے اعمال کو باطل نہ ہونے دو۔ یعنی تم اپنے ہر کام میں ہر فعل میں ہر حرکت میں اللہ اور اللہ کے رسول کی اطاعت کو مدنظر رکھو اور یہ سمجھ کر کرو۔ کہ ایسا کرنے کے لئے مجھے خدا اور خدا کے رسول نے کہا ہے۔ اور اگر یہ نہ ہو۔ تو کافروں کے اعمال کی طرح تمہارے اعمال بھی ضائع ہو جائیں گے۔ اور باطل ٹھیر جائیں گے اس لئے نصیحت کی جاتی ہے۔ لا تبطلوا اعمالکم۔

باطل کے معنے

بعض لوگوں کو باطل کے معنے سمجھنے میں غلطی لگ جاتی ہے۔ میرا اپنا عقیدہ ہے۔ قرآن شریف میں جو آیا ہے۔ کہ مومن کہتے ہیں۔ کہ ربنا ما خلقت ھذا باطلاً۔ تو اس میں باطل کے یہ معنے ہیں۔ کہ خلق السموات والارض میں کچھ فائدہ ہی نہیں۔ کیونکہ اگر کوئی شخص یا کوئی گروہ یا کوئی فرقہ یہ کہتا ہے۔ کہ یہ زمین یہ آسمان یہ چاند۔ یہ سورج۔ یہ ستارے بے فائدہ ہیں۔ تو مومن کہتا کہ نہیں یہ باطل تو نہیں۔ مگر ایسا کوئی نہ ہوا ہے۔ اور نہ ہے۔ ہاں بہت سے لوگ اپنے قول و فعل سے یہ ظاہر کر رہے ہیں۔ کہ آسمان و زمین محض ان دنیوی فوائد کو ادا کر رہے ہیں۔ اور خداوند تعالےٰ اور اس کے صفات کا نہ کوئی پتہ دیتے ہیں اور نہ انسان کی نظر کو وہاں تک پہنچاتے ہیں۔ تو مومن ربنا ما خلقت ھذا باطلاً کہہ کر اس کو رد کرتا ہے۔ پس جو کام کہ اس میں اطاعت اللہ اور اطاعت رسول اللہ مدنظر نہ ہو۔ اور جو چیز کہ مومن کے لئے خدا نما نہ ہو۔ اور اس کی نظر کو خداوند تعالےٰ اور اس کی صفات تک نہ پہنچا سکے وہ باطل ہے۔ پس ہر وہ بات جو عمل سے تعلق رکھتی ہے۔ وہ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول کے ماتحت کرنی چاہیئے۔ کہ میں کسی فائدے کے لئے نہیں۔ کسی تمتع کے لئے نہیں۔ بلکہ اس لئے کرتا ہوں۔ کہ میرا خدا کہتا ہے اسے کر۔ اور میرا رسول حکم دیتا ہے۔ کہ بجالا۔ اس طرح پھر وہ عمل ضائع نہیں جاتے۔ بلکہ وہ عبادت ہو جاتے ہیں۔ جن پر اجر اور ثواب ملتا اور وہ اس حقیقی محبوب اور پیارے آقا کی رضاء اور خوشنودی کے موجب ہو جاتے ہیں۔

مومن اور کافر کے درمیان فرق

پس مومن بھی انہیں چیزوں کو استعمال کرتا ہے۔ اور انہیں چیزوں کو کھاتا پیتا ہے۔ جن کو کافر۔ مگر جیسا کہ میں نے پہلے کہا ہے۔ ان کے فعل میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ ایک کافر بعض لذیذ چیزوں کو کھاتا ہے۔ اور بہت خوش ہوتا ہے۔ اور لذت اٹھاتا ہے۔ اور بڑے چٹکارے لیتا ہے۔ مگر محض نفسانی خواہش اور لذت سے۔ لیکن ایک مومن بھی اس کو کھاتے ہوئے چٹکارے لے گا۔ اور ہو سکتا ہے کہ کافر سے بھی بڑھ کر چٹکارے لے۔ لیکن وہ اپنی لذت کے لئے نہیں۔ بلکہ خدا کی نعمت سمجھ کر اور اس کا شکر ادا کرنے کے لئے کہ کس طرح میرے مولیٰ نے ہزارہا انسانوں اور زمین و آسمان اور سورج اور چاند کو کام میں لگا کر میرے لئے یہ پیدا کی ہے۔ کیونکہ کافر کی غرض تو اس سے صرف تمتع اٹھانا ہی ہے۔ اور مومن کی غرض نہ صرف تمتع اٹھانا ہی بلکہ فرمانبرداری اور شکر گذاری بھی ہے اب اس ایک ہی فعل سے دو مختلف اغراض پیدا ہو گئیں۔ اور دونوں کے لئے دو جداگانہ نتائج ہیں۔ ایک کے لئے جہنم اور ایک کے لئے جنت۔

مومنوں میں آپس میں فرق

جس طرح مومن اور کافر میں فرق ہے۔ اسی طرح مومنوں میں بھی آپس میں فرق ہے۔ عام مومن تو اطاعت اللہ و اطاعت الرسول کے لئے کام کرتا ہے۔ لیکن خواص کی شان ہی اور ہے شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ میں کھاتا نہیں جب تک خدا نہیں کہتا۔ کہ اے عبد القادر تمہیں میری ذات کی قسم کھا۔ میں پہنتا نہیں جب تک خدا مجھے نہیں کہتا کہ اے عبد القادر تجھے میری ذات کی قسم پہن۔ حتیٰ کہ وہ فرماتے ہیں۔ کہ میری نماز اور روزہ اور دیگر عبادات کا بھی یہی حال ہے۔ یہاں تک کہ فرماتے ہیں۔ کہ میں سجدہ سے سر نہیں اٹھاتا جب تک کہ خدا نہیں کہتا۔ کہ اب سجدے سے سر اٹھا۔ اور میں سجدے میں سر رکھتا نہیں۔ جب تک کہ خدا نہیں کہتا۔ کہ اب سر سجدے میں رکھ۔ پس جس طرح کافر کے کاموں کا مومن کے کاموں سے فرق ہے۔ اسی طرح عام مومنوں اور خواص کے کاموں کا بھی ایک دوسرے سے فرق ہے۔ کافر کا کام اسی درجہ تک ہوگا۔ کہ وہ صرف تمتع اور لذت حاصل کرے۔ مومن کا اس درجہ تک کہ وہ خدا اور رسول کریم صلعم کی اطاعت کرے۔ لیکن خاص مومنوں کا کام یہ ہے۔ کہ الٰہی ارادہ اور منشاء اور رضا کے پیرو ہوتے ہیں۔ اور جس طرح عام مومنوں اور خواص میں فرق ہے۔ اسی طرح میرے اور نکاحوں کے عام خطبوں میں اور اس خاص نکاح کے خاص خطبہ میں بھی فرق ہے۔

اس خطبہ کا عام خطبوں سے فرق

عام خطبوں میں تو فریقین کو یہ کہا جاتا ہے کہ تقویٰ اختیار کرو۔ اور ایک دوسرے کے حقوق کی حفاظت کرو۔ مگر اس نکاح کے خطبہ میں ایسی باتوں کی ضرورت نہیں۔ اس لئے میں اس جگہ بجائے فریقین کو یہ کہنے کے کہ تقویٰ اختیار کرو۔ میں سننے والوں کو کہتا ہوں۔ اور ان تمام حاضرین کو مخاطب کرتا ہوں۔ جو اس مبارک تقریب پر موجود ہیں۔ کہ وہ اس کا خیال رکھیں۔ کہ یہ ایک فطرتی قاعدہ ہے۔ المرء یقیس علیٰ نفسہ۔

المرء یقیس علیٰ نفسہ

یہ بات جو اب میں کہتا ہوں۔ یہ کسی آیت کا ٹکڑا نہیں۔ لہٰذا

یہ سب انسانوں میں جاری ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ آدمی دوسرے کو بھی اپنے نفس پر قیاس کرتا ہے۔ اور یہ سمجھتا ہے کہ جیسا میں ہوں، یا جو کچھ میں کرتا ہوں۔ ویسا ہی دوسرے لوگ بھی کرتے ہیں۔ ایک کافر جو روزانہ کھانا کھاتا ہے۔ تو وہ اپنے تمتع کے لئے کھاتا ہے۔ وہ مومن کے متعلق بھی یہی قیاس کرتا ہے۔ کہ مومن بھی صرف اسی غرض سے کھاتا ہے۔ کہ تمتع حاصل کرے۔ اور بس حالانکہ یہ بات نہیں ہوتی۔ مومن صرف خدا کے حکم اور اس کی رضاء کے مطابق کھاتا ہے۔ چنانچہ اس سامنے والے مکان کے رہنے والے نے حضرت مولٰنا مولوی نورالدین صاحب سے کہا تھا۔ کہ مولوی صاحب سنا ہے۔ کہ مرزا جی بادام روغن اور پلاؤ وغیرہ کھاتے ہیں۔ اور فقیر لوگ یہ نہیں کھایا کرتے۔ حضرت مولٰنا صاحب نے تو مناسب وقت اس کو یہ جواب دیا۔ کہ اسلام میں یہ چیزیں حلال ہیں۔ مگر میں بتاتا ہوں۔ کہ اس کا یہ اعتراض اسی وجہ سے تھا۔ کہ اس نے خدا کے مسیح کو اپنے پر قیاس کر کے یہ سمجھا۔ کہ وہ بھی ان اشیاء کو انہی خواہشات کے پورا کرنے کے لئے کھاتے ہوتے۔ کہ جن کے لئے وہ خود کھاتا ہے۔ اور اگر وہ ان کی شان کو جانتا تو پھر کبھی وہ اعتراض نہ کرتا۔

آنحضرت صلعم پر اعتراض

اسی طرح آریہ اور عیسائی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر شادیوں کے بارہ میں نہایت گندے اعتراض کرتے ہیں۔ اور اس کی وجہ سوائے اس کے اور کوئی نہیں۔ کہ وہ اس پاک ذات کو اپنے گندے وجودوں پر قیاس کر کے وہی گندے اغراض آپ کی نسبت ان شادیوں میں خیال کر کے گندہ ذہنی کا ثبوت دیتے ہیں۔ اور ممبروں اور سٹیجوں پر چڑھ کر شور مچاتے اور اپنے آپ کو ہلاکت کے گڑھے میں گراتے ہیں۔

حسنات الابرار سیئات المقربین

پس عام مومنوں اور خواص کے اعمال کے اس فرق عظیم ہی کی وجہ سے کہا گیا ہے کہ حسنات الابرار سیئات المقربین۔ یعنی نیکوں کی نیکیاں مقربین کی بدیاں بن جاتی ہیں۔ پس جس طرح عام مومن اگر کسی کام کو سوائے اطاعت اللہ اور اطاعت رسول کے کریں۔ تو وہ عبادت نہیں ہوگا۔ اور نہ اس پر کوئی اجر ملے گا۔ لیکن جب وہ کسی کام کو اطاعت اللہ اور اطاعت الرسول کی نیت سے کریں۔ تو وہ عبادت ہو جاتا ہے۔ اور اس پر ان کو اجر ملتا ہے۔ اسی طرح خواص اگر اس موافقت ارادہ الٰہیہ اور رضا بالقضاء اور اس منشأ الٰہی کی اتباع کو چھوڑ کر کوئی بظاہر عبادت بھی کریں۔ تو ان کے لئے وہ موجب عتاب ہو سکتی ہے۔ لیکن جب وہ اس کے مطابق کرینگے۔ تو یہ ان کے ازدیاد قرب کا موجب ہوگا۔ اور خداوند تعالےٰ اپنے اس ارادہ اور منشاء کا علم ان کو مختلف ذرائع سے دیتا ہے۔ کبھی الہام اور رؤیاء اور کشف کے ذریعہ سے اور کبھی اس فراست سے جو کہ خداوند تعالےٰ کی طرف سے ان کو عنایت ہوتی۔ اور کبھی فطرت اور طبیعت سے جو کہ خداوند تعالےٰ نے ان کو دی ہوئی ہوتی ہے۔

خداشناس بندے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ایک دفعہ ایک خط آیا۔ جس میں لکھا تھا۔ کہ سینے پر ہاتھ باندھنے کی متعلق کوئی حدیث اعلےٰ پائے کی نہیں ملتی۔ اور یہاں پر اس کی ضرورت ہے۔ حضرت صاحب نے وہ خط حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفہ اول رضی اللہ تعالےٰ کو دیا۔ انہوں نے عرض کی۔ کہ حضور میں اہل حدیث میں رہ چکا ہوں۔ اور اس کی نسبت خوب چھان بین کی ہوئی ہے۔ کوئی حدیث نہیں ملی۔ کہ جس کی سند پر کلام نہ ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ کہ اپنے تجربہ سے مجھے معلوم ہے۔ کہ جس مسئلے کی طرف میری طبیعت جائے۔ وہ ضرور ہی کسی آیت یا صحیح حدیث میں موجود ہوتا ہے۔ بچپن کے زمانہ کی بات مجھے خوب یاد ہے۔ کہ ہمارے اردگرد سب حنفی ہی لوگ تھے۔ مگر باوجود اس کے میری طبیعت برداشت نہیں کرتی تھی۔ کہ میں ہاتھ نیچے باندھوں۔ اور اگر میں نیچے باندھتا یا باندھنے کی کوشش بھی کرتا۔ تو وہ اوپر آجاتے اس لئے مجھے یقین ہے۔ کہ یہی بات درست ہے۔ اور یہ ضرور کسی نہ کسی صحیح حدیث میں موجود ہوگی۔ تب حضرت مولٰنا صاحب وہ خط لے کر چلے گئے۔ مولوی صاحب کوئی آدھ گھنٹہ کے بعد پھر آئے۔ اور کہا آج تک کسی وہابی کو یہ نہ ملی۔ اور میں بھی اس زمانہ میں تلاش کرتا رہا۔ لیکن باوجود تلاش کے بھی نہ ملی لیکن اب مل گئی۔ اس کے راوی بھی وہی ہیں۔ جو بخاری کے ہیں۔ میں نے یہ واقعہ اس لئے بیان کیا۔ کہ ایسے لوگوں کی فطرت خدا کے منشاء اور اس کی رضاء کی مظہر ہوتی ہے۔ اور عام مومن اس مرتبہ سے بہت نیچے ہوتے ہیں۔ بلکہ وہ تو ہر ایک کام میں اس کا بھی پوری طرح التزام نہیں کر سکتے۔ کہ وہ اس کو ضرور اطاعت اللہ اور اطاعت الرسول ہی کی بنا پر کریں۔ میں نے بارہا خطبوں میں اس کو بیان کیا ہے۔ کہ اسلام ہی کی یہ ایک خصوصیت ہے۔ کہ اس نے یہ بتایا ہے۔ کہ ہر ایک کام کو عبادت بنا سکتے ہو۔ کہ جس پر اجر مل سکتا ہے۔ کیونکہ اس نے بتایا ہے۔ کہ انما الاعمال بالنیات۔ پس جب اطاعت اللہ اور اطاعت الرسول کی وجہ سے کوئی کام کیا جائے گا۔ تو وہ عبادت ہوگا۔ حتیٰ کہ پیشاب اور پاخانہ تک کو بھی انسان جب اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول کے ماتحت کرتا ہے۔ اور یہ سمجھتا ہے۔ کہ ان کے کرنے کے لئے میرے آقا کا حکم ہے۔ تو یہ بھی عبادت میں داخل ہو جاتے ہیں۔

عبادت کیا ہے

عبادت غلامی بجالانے ہی کو کہتے ہیں۔ ایک آقا ہوتا ہے۔ اس کا حکم واجب الاتباع ہوتا ہے۔ اور حکم اسی کا واجب الاتباع ہوتا ہے جو کہ ربوبیت رکھتا ہے اور یہی وجہ ہے۔ کہ عبادت کے حکم میں اور اسماء اللہ میں سے رب کو اختیار کیا ہے۔ جیسا کہ فرمایا ہے۔ یاایہا الناس اعبدوا ربکم الآیۃ۔ اور جو ظاہری آقا ہوتا ہے۔ وہ بھی غلام کی نسبت مجازی ربوبیت رکھتا ہے۔ اسی وجہ سے اس کا حکم بھی غلام پر واجب الاتباع ہوتا ہے۔ تو اسی وجہ سے کہ حقیقی آقا یعنی رب نے اس کی اتباع کا حکم دیا ہے۔ پس جب کوئی شخص اپنے حقیقی آقا کے حکم کو آقا کا حکم سمجھتے ہوئے بجالاتا ہے۔ تو اس کو عربی زبان میں عبادت کہتے ہیں۔ جس کے معنے ہیں۔ غلامی اور بندگی بجالانا

بیوی کے منہ میں لقمہ ڈالنا

حدیث میں آیا ہے۔ کہ تو جو اپنی بی بی کے منہ میں لقمہ ڈالتا ہے۔ وہ تیرے لئے صدقہ ہے۔ پس یہ صدقہ اور موجب حصول ثواب کیوں ہو گیا۔ حالانکہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ مرغ بھی اپنی مرغی کو بلا کر چوگا ڈالا کرتا ہے۔ اسے جب کبھی گرا پڑا دانا مل جاتا ہے۔ تو وہ اپنی بی بی اپنی مرغی کو بلاتا ہے۔ اور اسے کھلا دیتا ہے۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ ایک طبعی فعل ہے۔ پس اگر مرد اپنی بیوی کو روٹی کھلائے۔ تو کونسی بڑی بات ہے۔ مگر چونکہ مومن مرغ کی طرح محض طبعی تقاضا سے اپنی بی بی کو کھانا نہیں کھلاتا بلکہ وہ اپنے حقیقی آقا کے حکم کے ماتحت یعنی اطاعت اللہ اور اطاعت الرسول کی وجہ سے کھلاتا ہے۔ اس لئے اس کا یہ کھلانا عبادت اور موجب اجر ہوتا ہے۔ اور اگر وہ اس ارادے اور اس نیت سے اپنی بیوی کے منہ میں لقمہ نہیں ڈالتا۔ کہ یہ خدا تعالےٰ کا ارشاد ہے۔ بلکہ وہ اپنے کسی حظ کے لئے یا کسی اور خیال سے کرتا ہے۔ تو وہ فعل اس کا عبادت میں داخل نہیں ہو سکتا۔ پس ہر امر میں اطاعت اللہ اور اطاعت الرسول کا خیال رکھنا یہ فائدہ دیتا ہے۔ کہ انسان اپنے سب کاموں کو عبادت بنا کر اجر پا سکتا ہے۔

بدیوں سے بچنے کے ذریعہ

اب اگر کسی شخص کو یہ عادت ہو جائے۔ کہ وہ ہر فعل اور ہر کام سے پہلے سوچ لے۔ کہ میں کیوں اسے کرنے لگا ہوں۔ تو اس سے دو بڑے فائدے اس کو حاصل ہوتے ہیں۔ پہلا فائدہ یہ ہے۔ کہ اگر وہ یہ سمجھ کر کرے گا۔ کہ میں خدا کے حکم سے ایسا کرتا ہوں۔ تو جس کام کے متعلق وہ ایسا کرتا ہے۔ وہ عبادت اور موجب رضائے الٰہی بن جائے گا۔ اور دوسرا فائدہ یہ ہوگا کہ اس قسم کی عادت ڈالنے سے وہ بہت سی بدیوں سے بچ جائے گا۔ کیونکہ جب وہ یہ دیکھے گا۔ کہ یہ کام میں خدا کے حکم سے تو نہیں کرنے لگا۔ کیونکہ اس کا اس نے حکم نہیں دیا۔ بلکہ منع کیا ہے۔ تو وہ ضرور اس سے رکے گا۔

احتیاط کرنی چاہیئے

پس جس طرح میں نے بتایا ہے۔ کہ کافر اور مومن کے کاموں میں فرق ہے۔ مگر کافر مومن کو اپنے نفس پر قیاس کرکے مومن کے کام کو بھی خواہشات نفسانیہ اور لذات کے لئے خیال کرکے اعتراض کرنے لگ پڑتا ہے اسی طرح عام مومنوں اور خواص میں بھی فرق ہے۔ پس عام مومن بھی بعض اوقات ان خواص کو اپنے نفس پر قیاس کرکے ان کے کاموں پر نکتہ چینی کرکے اپنے آپ کو سخت خطرہ میں ڈال دیتے ہیں۔ خداوند تعالےٰ اپنے ان پیاروں کے لئے سخت غیرت رکھتا ہے بہر حال ان کا مقام عالی ہے۔ ہم ان کے مقام کو نہیں سمجھ سکتے۔ ہمیں اس میں احتیاط چاہیئے۔ اور ان کے حق میں کوئی بات کہنے سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ حدیث میں ہے۔ کہ بعض کلمے ایسے ہوتے ہیں۔ کہ ادھر وہ منہ سے نکلتے ہیں۔ اور ادھر ایمان دل سے خارج ہو جاتا ہے۔ اس لئے کسی مومن کے متعلق کچھ کہنے سے قطعی طور پر پرہیز کرنا چاہیئے۔ کہ ایسا نہ ہو۔ کہ ہم کوئی کلمہ ان کے حق میں کہہ بیٹھیں اور ایمان سے ہی خالی ہو جائیں۔

کچھ اس نکاح کے متعلق

میں یہ تمہید بیان کرنے کے بعد اب نکاح کے متعلق چند باتیں کہنا چاہتا ہوں۔ اس نکاح کے متعلق میں نے الہام۔ کشوف اور رویا اور خوابیں وغیرہ بیان کرنے کی اجازت نہیں لی۔ اس لئے میں ان کو بیان نہیں کرتا۔ البتہ یہ بیان کر دیتا ہوں۔ کہ میں اور حافظ صاحب اس نکاح کے واقعات سے واقف ہیں۔ اور اچھی طرح جانتے ہیں۔ کہ یہ نکاح کن حالات کے ماتحت ہو رہا ہے جس لڑکی کے ساتھ اب نکاح ہونے لگا ہے۔ اس کے متعلق حضرت صاحب اپنا ارادہ فسخ کر چکے تھے۔ چنانچہ اسی رشتے کے متعلق آپ نے کسی دوسری جگہ اجازت بھی دے دی تھی۔ لڑکی اور لڑکے کے والدین تیار بھی ہو چکے تھے۔ مگر ایک ہی رات میں خدا نے یہ سب کچھ بدل دیا۔ اور صبح ہوتے ہی لڑکے کے باپ نے کہہ دیا ہم نہیں کر سکتے اور ادھر خود حضرت صاحب پر۔ حضرت ام المومنین پر اور دوسرے احباب پر خداوند تعالےٰ نے اپنے منشاء اور تقدیر کو بار بار ظاہر فرمایا۔ اور علاوہ اس کے خداوند تعالےٰ کا فعل بھی اس کا موید تھا۔ خلیفہ بے شک ہمارا آقا ہے۔ مگر خدا کا قبضہ ان کے دل پر بھی ہے۔ جس طرح اس نے سید عبد القادر جیلانی رح کو کہا۔ کہ کھا تو اس نے کھایا۔ اور کہا پہن۔ تو اس نے پہنا۔ اسی طرح اس نے یہاں بھی کیا۔ اور کہا کہ کرو۔

معترضین

حضرت صاحب نے اخبار میں اس کے متعلق اعلان بھی کر دیا۔ اس میں اعتراض کرنے والوں کا ذکر کیا۔ کہ میں اعتراض کرنے والوں سے نہیں ڈرتا۔ کیونکہ اعتراض کرنے والوں نے تو کسی کو بھی نہیں چھوڑا۔ مجھے یاد ہے۔ کہ ہماری مکرمہ و معظمہ امۃ الحی صاحبہ کا جب نکاح ہونے لگا۔ تو بعض شخصوں نے کہا اعتراض اٹھیں گے۔ لوگ کہیں گے کہ اس کی ضرورت کیا تھی۔ اور پیغامی طرح طرح کی باتیں بنائیں گے تو آپ نے فرمایا۔ کہ آگے تو کچھ دن ٹھیر کر ہی کرنے کا ارادہ تھا۔ اب جلدی ہی کردوں گا۔ تو معترضین اعتراض کیا ہی کرتے ہیں۔ لیکن جو مومن ہوتے ہیں۔ انہیں اعتراض کرنے والوں کے اعتراضوں کی تو پرواہ نہیں ہوتی۔ وہ تو یہ دیکھتے ہیں۔ کہ یہ کام خدا کی منشاء اور حکم کے مطابق ہے یا نہیں۔ اگر وہ خدا کی منشا اور حکم کے مطابق ہے۔ تو ایک شخص کیا ایک جہان بھی اگر معترض بن جائے۔ تو وہ پرواہ نہیں کرتے۔ اور وہی کرتے ہیں جو خدا کی منشاء ہوتی ہے۔ یا جس کا حکم خدا نے انہیں دیا ہوتا ہے۔ کہ یہ کام کرو۔ مجھے اپنے احباب کی نسبت ادنےٰ سا شبہ بھی نہیں ہو سکتا۔ کہ وہ کوئی اعتراض کریں گے۔ میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ خداوند تعالےٰ نے ان کو معرفت دی ہوئی ہے۔ کہ وہ ان شبہات کے درجہ سے بہت آگے نکل چکے ہیں۔ حتےٰ کہ ان میں سے جو بہت کم ہیں۔ وہ بھی ان سے پاک ہو چکے ہیں۔ بلکہ احباب کو میں اس لئے یہ سنا رہا ہوں۔ کہ جب وہ ہمارے مخالفوں سے کوئی ایسا اعتراض سنیں۔ تو اس وقت ان کے اس اندرونے کو سمجھ سکیں۔ جس کو ان کا اعتراض ظاہر کر رہا ہو۔ کیونکہ ان کا اعتراض اس وجہ سے ہوگا۔ کہ وہ اس پاک وجود کو اپنے نفس پر قیاس کرکے اور اس کے فعل کو اپنے افعال جیسا سمجھ کر اعتراض کرینگے۔

مجھ پر ایک اعتراض

ہمارے کاموں پر سب سے زیادہ معترض ہوا کرتے ہیں۔ وہ پیغامی لوگ ہیں۔ میں ان کا ایک اعتراض سناتا ہوں۔ جو انہوں نے مجھ پر کیا اور جس کا میں جواب بھی مجمل طور پر دوں گا۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنے لڑکے مولوی عبد الحی صاحب مرحوم کے لئے میری لڑکی کا رشتہ لیا تھا۔ ان کی وفات کے بعد مکرمہ امۃ الحی صاحبہ مرحومہ کا نکاح حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ سے ہوگیا۔ اور جیسا کہ سب کو معلوم ہے۔ خلافت کا بوجھ کندھوں پر پڑتے ہی حضرت صاحب نے سلسلے کے کام چلانے شروع کر دیئے۔ پیغامی چونکہ سلسلہ سے نکل گئے تھے۔ اس لئے حضرت صاحب نے صدر انجمن کے ممبروں میں میرا نام رکھ دیا۔ تو اس پر انہوں نے یہ اعتراض کیا۔ کہ میاں صاحب نے اپنے سالے کے خسر کو صدر انجمن کا ممبر بنا دیا۔ مگر میں اب ان کو بتاتا ہوں۔ کہ میں اب میاں صاحب کے ایک سالے کا ہی خسر نہیں۔ بلکہ میاں صاحب کے سالوں کا خسر ہوں۔ اور ممبر نہیں ہوں اگر صدر انجمن کا ممبر انہوں نے مجھے اپنے سالے کا خسر ہونے سے بنایا تھا۔ تو اب تو میں ان کے تین سالوں کا خسر ہوں۔ اب تو چاہیئے تھا۔ کہ مجھے ڈبل طور پر صدر انجمن کا ممبر بناتے۔ لیکن میں اب ممبر نہیں ہوں۔ میں محمود اللہ شاہ کا خسر ہوا۔ تو اس کی ہمشیرہ بھی خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ کے گھر میں آئیں۔ میں محمد سعید کا بھی خسر ہوا۔ اور اس کی ہمشیرہ صاحبہ بھی اب حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے نکاح میں آ رہی ہیں۔ مگر میں اب تین سالوں کا خسر ہوں۔ اور باوجود تین سالوں کا خسر ہونے کے میں ممبر نہیں ہوں۔ حالانکہ اگر میرے ممبر بنائے جانے کی یہی وجہ تھی۔ تو اس وقت چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ میں ممبر ہوتا مجھے تو اس وجہ سے ممبر نہیں بنایا گیا تھا۔ مگر اعتراض صاف بتاتا ہے۔ کہ وہ ایسی وجوہات کی بنا پر ممبر بنایا کرتے ہیں۔

اعتراض معترض کا پردہ در ہوتا ہے

اگر اعتراض کی حقیقت پر غور کیا جائے تو یہ بات معلوم ہو سکتی ہے۔ کہ یہ معترض کا کاشف حال ہوتا ہے۔ اور اس کی اندرونی کیفیت کو ظاہر کرتا ہے۔ کیونکہ معترض تبھی اعتراض کرتا ہے۔ جب ... کسی میں کوئی بات دیکھتا ہے۔ اور اس کو اپنے آپ پر قیاس کرتا ہے۔ تو پھر جس رنگ میں وہ اعتراض کرتا ہے۔ وہ اس کے باطن کا آئینہ ہوتی ہے۔ پس معترضین جو اعتراض کرتے ہیں۔ وہ ان کے اپنے ہی حال کا آئینہ ہوتے ہیں۔ اور ایک عقلمند انسان معترضین کی قلبی کیفیت کا اندازہ معترضین کے اعتراضوں سے ہی لگا سکتا ہے۔ پس میں اپنے دوستوں کو بتانا چاہتا ہوں۔ کہ جس وقت وہ پیغامیوں سے یا کسی اور سے اس قسم کے اعتراض سنیں۔ تو سمجھ لیں۔ کہ یہ ان کی فطرت ہے جو اس رنگ میں ظاہر ہو رہی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں ایک درخواست

اس قدر عرض کر دینے کے بعد میں حضور خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ کہ جتنے بادشاہ دنیا میں ہیں۔ جب ان کے عزیزوں یا بیٹوں یا اور رشتہ داروں کی شادیاں ہوں۔ تو ان سے تعلق رکھنے والوں کو امید ہوتی ہے۔ کہ ہم کو اس موقعہ پر انعام ملے گا۔ ایک بادشاہ بھی دنیا میں ایسا نہ ہوگا۔ کہ ان موقعوں پر اس کے خدام کو انعام کی آرزو نہ ہو۔ اس لئے ہم جو کہ حضور کے خدام ہیں۔ ہمیں بھی اس موقعہ پر امید ہے۔ کہ ہم بھی کچھ حاصل کریں۔

میں نے پہلے بھی ایک خطبہ نکاح کے موقعہ پر یہ بات کہی تھی۔ اور اب پھر یہی عرض کرتا ہوں۔ کہ صوفیاء نے اولیاء اللہ کا لقب اپنی اصطلاح میں اطفال اللہ ... بے شک خدا تعالےٰ کی نہ بیوی ہے۔ اور نہ بچے ... اولیاء کے ساتھ ایسا برتاؤ کرتا ہے۔ کہ جیسے باپ اپنے بچوں سے رکھتا ہے۔ اور چونکہ ایک بادشاہ ایسے ایسے موقعوں

غیر معمولی طور پر انعام دیتا ہے۔ اس لئے ہم سمجھتے ہیں۔ کہ ہمارے لئے بھی خداوند تعالے سے انعام لینے کا موقعہ ہے۔ چونکہ شہنشاہ ہونا کا شاہنشاہ ہے انعام لینے کا یہ ایک غیر معمولی موقعہ پیدا ہوا ہے مگر کمی اگر کوئی رہ سکتی ہے۔ تو یہی کہ اس دربار میں بات پہنچانے والا کوئی نہ ہو۔ مگر خدا نے ہمیں اپنے دربار میں بات پہنچانے والا بھی دیا ہے۔ اور ہماری اگر وہاں تک رسائی نہیں۔ تو ان کی تو رسائی ہے۔ اس لئے ہم سب احمدی اور خصوصاً حاضرین پہلے ہی سے درخواست کر دیتے ہیں۔ کہ حضور اس مبارک موقعہ پر ہمارے لئے دعا فرمائیں۔ میں نے بچپن میں بکثرت لوگوں کو یہ کہتے سنا ہے کہ نکاح کے موقعہ پر دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ مگر میرا خیال ہے۔ کہ اگر دوسرے نکاحوں کے موقعہ پر نہ بھی قبول ہوں۔ تو اہل اللہ کے نکاح پر تو ضرور ہی قبول ہوتی ہونگی۔ اور انسانی فطرت بھی اس کی شاہد ہے ؂

دو دعاؤں کیلئے درخواست

اس لئے میں نے پچھلے نکاح کے خطبہ کے موقعہ پر بھی آرزو کی تھی۔ کہ حضور اس موقعہ پر دعا فرمائیں۔ کہ ہم سے ہر ایک شخص کی ایک ایک حاجت جسے وہ بہت ہی اہم سمجھتا ہے۔ خدا تعالے روا فرما دے۔ اب میں دو مرتبہ مانگتا ہوں۔ اور یہ عرض کرتا ہوں۔ کہ اب حضور دو امور کے لئے دعا فرمائیں۔ ایک تو دینی اور ایک دنیوی۔ دینی تو یہ ہے۔ کہ قرآن مجید سے یہی سمجھ آتا ہے۔ کہ خداوند تعالے کی مختلف شانیں ہیں۔ اس نے فرمایا ہے۔ کل یوم ھو فی شان۔ اور خدا کے دن کی مقدار الف سنۃ بھی آئی ہے۔ اور کچھ عجب نہیں۔ کہ یہی یوم الاخرہ ہو۔ اور قیامت کے دن جو اس کی شان ہوگی۔ وہ شاہنشاہانہ شان ہوگی۔ اور جس طرح بادشاہ اگرچہ دربار بھی لگاتے ہیں مگر اپنے گھروں میں بھی بیٹھتے ہیں۔ اور لوگوں کو نظر نہیں آتے خدا بھی اس وقت ہمیں نظر نہیں آتا۔ گو قیامت کے دن اس کا دربار عام ہوگا۔ اور گو وہ اس دن ہر ایک کو نظر آئے گا۔ مگر آج وہ ہم سے چھپا ہوا ہے۔ اور چھپ کر اپنے فرشتوں کے ذریعے کام کرتا ہے۔ مگر ہے وہ شاہنشاہ ہی۔ اور شاہنشاہ کے دفتر وہی ہوتے ہیں۔ جو اسی جیسے ہوتے ہیں۔ حدیث میں ہے کہ ایک دفعہ اصحاب نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا۔ کہ کیا ہم خدا کو دیکھیں گے۔ تو فرمایا کہ جس طرح تم چاند کو دیکھتے ہو۔ اسی طرح تم اپنے رب کو دیکھو گے۔ اور دربار میں دربار کے اہل ہی بلائے جاتے ہیں۔ حضور کے درس میں آیا تھا۔ علم الادم الاسماء کلہا کا مطلب یہ ہے۔ کہ آدم کو سب اسماء الٰہیہ کا مظہر بنایا گیا۔ جس کا دوسرے لفظوں میں مطلب یہ ہے۔ کہ اس کے دربار میں ویسے ہی لوگ بٹھائے جائیں گے۔ جو اس کے مظہر ہونگے۔ ہم دنیا کے بادشاہوں کے درباروں کا حال دیکھتے ہیں۔ کہ وہ اپنے درباروں میں کانے۔ گنجے۔ لولے۔ لنگڑے اور ایسے لوگوں کو نہیں بٹھایا کرتے۔ بلکہ جس رنگ کا بادشاہ ہوگا۔ ویسے ہی رنگ کے لوگ اس میں بٹھائے جاتے ہیں۔ تو جب خدا کا دربار سب درباروں سے اعلےٰ ہے۔ تو اس میں بھی تو وہی لوگ بلائے جائیں گے۔ جو بالکل بے عیب ہونگے۔ پس پہلی عرض تو یہ ہے۔ کہ خدا کا جو یہ منشاء ہے۔ کہ انسان اس کا درباری بننے پر پورا ہو۔ اور ہمیں اس جزاء و سزا کے دن اس کے درباری بننے کا موقعہ ملے۔ لیکن جیسا کہ ظاہر ہے۔ کہ درباری بننے کی قابلیت اسی جہان میں پیدا کی جا سکتی ہے۔ اس لئے اسی جہان میں اس بات کی قابلیت پیدا کرنے کی توفیق مل جائے۔ پس پہلی عرض تو یہ ہے۔ کہ حضور ہم سب کے لئے دعا کریں۔ کہ خدا ایسا ہی کر دے۔ اس کے آگے تو کوئی بعید نہیں۔ لیکن ہمارے لئے مشکل ہے ؂

اور دوسری دعا یہ فرمائیں۔ کہ خدا تعالے ہم میں سے ہر ایک کی اہم حاجت کو وہی فرمائے گا۔ دنیا میں کوئی نہ کوئی حاجت ہر ایک کو لگی ہوتی ہے۔ کسی پر کوئی مقدمہ ہے۔ کوئی قرض کی زیر باری میں پھنسا ہے۔ کسی کے اولاد نہیں۔ کسی کو بیوی نہیں ملتی۔ غرض کوئی کسی طرح حاجتمند ہے۔ اور کوئی کسی طرح اور ان کی حاجتوں اور غرضوں کی تعین نہیں ہو سکتی۔ چونکہ خدا کی طاقتیں بہت زیادہ ہیں۔ وہ جو چاہے سو کر سکتا ہے۔ اور جو کرنا چاہے۔ اسے کوئی اس سے روک نہیں سکتا۔ پس حضور دعا فرمائیں۔ کہ ہر ایک حاجتمند کی ایک اہم حاجت اور غرض کو خدا پورا کر دے۔ اس کے دربار میں کسی قسم کی کمی نہیں۔ کمی اگر ہے تو ہم میں ہے۔ پس حضور اس پہلی دعا کے ساتھ یہ دعا بھی فرمائیں۔ کہ خدا تعالے ہماری حاجتوں اور غرضوں کو پورا فرمائے ؂

اعلان نکاح

اس کے بعد مولانا صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالے بنصرہ کے نکاح کا اعلان کیا۔ جو محترمہ و مکرمہ عزیزہ بیگم صاحبہ بنت سیٹھ ابوبکر صاحب یوسف تاجر جدّہ کے ساتھ بعوض مبلغ ایک ہزار روپیہ مہر پر ہوا۔ اور اسکے ساتھ ہی دو اور خوش قسمت شخصوں کے نکاحوں کے اعلان بھی مولانا صاحب موصوف نے کئے۔ کہ جن کو ان کے بخت بیدار نے وہی سعید گھڑیاں عقد نکاح کے لئے عطا فرمائیں۔ کہ جو خدائے برتر و توانا نے اپنے مسیح کے خلیفہ اولوالعزم کے لئے تجویز کیں۔ ان میں سے ایک تو جناب مولوی محمد اسماعیل صاحب مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان ہیں جن کا نکاح منشی رحمت اللہ صاحب سنوری (ابن مولوی عبداللہ صاحب سنوری) کی لڑکی الفت بیگم کے ساتھ بعوض مبلغ پانچ سو روپیہ مہر بولائت حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالے بنصرہ ہوا۔ اور دوسرے چوہدری غلام محمد صاحب احمدی کاملپوری مہاجر متعلم منشی فاضل کلاس لاہور ہیں۔ جن کا نکاح ایک ہزار روپیہ حق مہر پر فاطمہ بی بی بنت چوہدری خدا بخش صاحب احمدی مرحوم کاملپوری کے ساتھ ہوا ؂

اس کے بعد ایک لمبی دعا کی گئی۔ جس کے بعد یہ مجلس ح بصد شادمانی برخواست ہوئی۔ خدا مبارک کرے۔ آمین ؂

عالم کشف کا اثر ظاہر پر

حضرت احمد قادیانی علیہ السلام نے اپنے ایک کشف میں دیکھا۔ کہ آپ حضرت احدیت جلّ شانہٗ کے ہاں مثلیں پیش فرما رہے ہیں جن پر ذات باری نے دستخط فرمائے۔ اور جیسا کہ بعض اوقات قلم مقدار معینہ سے زیادہ روشنائی اٹھا لیتی ہے۔ تو اسے چھڑک دیا جاتا ہے۔ حضرت احدیت مآب سے بھی ایسا ہی ظہور میں آیا اور سیاہی چھڑکنے کے چھینٹے حضرت احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کپڑوں پر بھی پڑے۔ مگر مخالفین نے اس پر کئی طرح کے اعتراض کئے۔ جن میں سے ایک یہ بھی ہے۔ کہ اگر یہ کشفی واقعہ تھا۔ تو اس کا ظاہر پر کس طرح اثر پڑ گیا ؂

اگرچہ ظاہر بینوں کو یہ بات بناوٹی معلوم ہوتی ہے۔ لیکن حق یہ ہے۔ کہ بعض اوقات ایسا ہو جاتا ہے۔ کہ ایک انسان رؤیا یا کشف میں کوئی واقعہ دیکھتا ہے۔ اور حالت بیداری میں اسکے اثرات حسی پاتا ہے۔ اس کے متعلق کئی ایک ایسے واقعات پیش کئے جا سکتے ہیں۔ جن میں ایسا امر منصۂ ظہور میں آیا ہے۔ فی الحال میں ایک واقعہ بیان کرتا ہوں۔ چنانچہ "الغزالی" مصنفہ پادری ایس ایم زویمر صاحب ڈی۔ ڈی۔ کے صفحہ ۳۰ پر ایک تاریخی واقعہ زویمر صاحب لکھتے ہیں:۔

"ہمارے زمانہ میں ایک شخص مصر میں تھا۔ وہ امام غزالی کو ناپسند کرتا اور بُرا بھلا کہتا اور اسکی ہجو کیا کرتا تھا۔ اس نے نبی (یعنی آنحضرت صلعم) کو خواب میں دیکھا ابوبکر اور عمر (رضی اللہ عنہما) اس کے آس پاس تھے اور امام غزالی ان کے سامنے بیٹھے تھے اور یہ کہہ رہے تھے۔ اے رسول خدا یہ شخص تیرے خلاف بکتا رہتا ہے۔ اسپر حضرت نے حکم دیا۔ کہ چابک لاؤ۔ سو امام غزالی کی خاطر اس شخص کو چابکوں کی مار پڑی۔ جب یہ شخص خواب سے بیدار ہوا۔ تو چابکوں کے نشان اسکی پیٹھ پر موجود تھے۔ وہ شخص رو رو کر قصہ بیان کرتا تھا"۔

امید ہے کہ معترضین اس تاریخی واقعہ کی روشنی میں آئندہ کیلئے ایسے اعتراضات سے مجتنب رہینگے۔ (خاکسار رحیم الاحد مولوی فاضل)

اشتہارات

نارتھ ویسٹرن ریلوے
نوٹس

میسرز رام جی داس اینڈ کو آف سیالکوٹ لاہور کو ہدایت کی گئی ہے۔ کہ وہ مفصلہ ذیل پرانی اشیاء بذریعہ نیلام عام فروخت کریں۔

مختلف مشینیں۔ فرنیچر۔ لکڑی کی چھوٹی گاڑیاں۔ کرمچ اور چمڑے کی بوریاں۔ بوتلیں اور شیشے کے قرابے۔ دستی دھونکنیاں۔ بائسکلیں۔ کیروسین آئل کے کھوکھے۔ چھری کانٹے ڈرم اور ڈول۔ سکریو جیک۔ دریاں۔ پیتل تانبے بیمپ چکیوں کے پاٹ۔ ادویات۔ ترپال۔ پی بلاکس۔ نصف گردش کرنے والے پمپ۔ مختلف قسم کی رسیاں۔ زمین ہموار کرنے والے رولر۔ ریل۔ پریس۔ خیمے۔ چھولداریاں۔ چوبی سیڑھیاں۔ آرے بٹیاں مٹی کے تیل کے خالی پیپے۔ ٹرالی۔ لوہے کی ٹینکیاں۔ فٹ رولر پیمائش کے فیتے۔ لیول سیرٹس۔ وارنش کے سیاہ تیل کے خالی ٹین۔ لوہے اور ٹین کے ڈول۔ پرانے کپڑے اور کمبل۔ چوبی پیپے۔ ٹرالیوں کے فریم۔ اور نشست گاہیں۔ چمڑے کے مختلف نل۔ زنگ کے چھوٹے پیپے۔ انجن کانی پاٹ۔ پرانے اوزار مثلاً ہتھوڑے۔ چھینیاں۔ برمے۔ بیلچے۔ تھیلے۔ ٹین۔ چھوٹے پیپے۔ آہنی کڑاہیاں۔ آہنی صندوق۔ چٹائی بننے کی ناریل کی رسیوں کے گچھے۔ ٹرالیوں کے پیپے اور دھریاں۔ فائر کلے وغیرہ وغیرہ۔

۱۔ کراچی جنرل سٹور ڈپو۔ بروز پیر بتاریخ ۱۵ فروری ۱۹۲۶ء اور اس کے بعد ہر روز صبح ۱۰ بجے نیلام شروع ہوگی۔

۲۔ سکھر جنرل سٹور ڈپو۔ بروز پیر بتاریخ ۲۲ فروری ۱۹۲۶ء اور اس کے بعد ہر روز ۱۰ بجے صبح نیلام شروع ہوگی۔

۳۔ کوئٹہ جنرل سٹور ڈپو۔ بروز جمعرات بتاریخ ۲۵ فروری ۱۹۲۶ء اور اس کے بعد ہر روز ۱۰ بجے صبح نیلام شروع ہوگی۔

ٹول ماپ اور دیگر شرائط برسر موقعہ نیلام اعلان کیجائینگی

کنٹرولر آف سٹورز آفس
مغلپورہ ۱۶ جنوری ۱۹۲۶ء

سی۔ ایف لینگ
کنٹرولر آف سٹورز

آخری صدی کا نرالا زیور

تمام خوبصورت سنہری گھڑیوں میں سے فینسی لیڈی رسٹ واچ پسند کی گئی ہے۔ خوبصورت چمکدار اور مضبوط اور بالکل صحیح وقت دینے میں درجہ اول ثابت ہو چکی ہے۔ دیکھنے میں یکصد روپیہ کی معلوم ہوتی ہے۔ سائز بالکل بٹن کے برابر ہے۔ گارنٹی چھ سال۔ قیمت صرف چھ روپیہ بارہ آنہ فوراً حوالہ اخبار دیکر طلب فرماویں۔ ملنے کا پتہ:-

مینجر دی ریلائیبل سپلائینگ کمپنی لودھیانہ پنجاب

موتی سرمہ کی شان
اور ہندو مسلمان قربان

جناب لالہ اودھو رام صاحب نائب مدرس مڈل سکول چوٹی سے لکھتے ہیں۔ کہ آپ کا سرمہ بہت مفید ثابت ہو رہا ہے لہذا ایک تولہ سرمہ بذریعہ وی پی فوراً بھیجدیں۔

آج موتی سرمہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر مانا گیا ہے۔ جو ایک دفعہ منگواتا وہ ہمیشہ کے لئے گرویدہ ہو جاتا ہے۔ قیمت فی تولہ دو روپے آٹھ آنے۔

اکسیر البدن رجسٹرڈ۔ تمام مقوی ادویات کی سرتاج ہر قسم کی بدنی و دماغی کمزوری کیلئے اکسیر اعظم ایک ماہ کی خوراک کی قیمت پانچ روپے

مینجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور

نادر موقع

ایک مکان پختہ آٹھ مرلہ (مرلہ = ۲۲۵ مربع فٹ) زمین میں واقع محلہ دارالفضل بر لب سڑک متصل ہائی سکول ہر دو جانب ورانڈے ڈیوڑھی۔ کل مکان پختہ نو تعمیر خشت و لکڑی اعلےٰ۔ بسبب ضرورت اصلی لاگت ڈھائی ہزار روپیہ پر قابل فروخت یا نصف قیمت پر رہن باقبضہ۔ موقع کے لحاظ سے چوگنی قیمت پر ایسی زمین ملنا مشکل ہے۔ جن اصحاب کو خرید منظور ہو۔ جلد ذیل کے پتہ پر خرید فرماویں۔ سید محمد عبد اللہ دارالفضل قادیان

آنکھ کی بینظیر دوائی

خدا کے فضل سے آنکھ کی ہر مرض کے لئے مفید ہے امتحان شرط ہے۔ قیمت فی تولہ ایک روپیہ نمونہ کا پیکٹ ایک آنہ۔ محصول ڈاک بذمہ خریدار ہے

محمد احمد اینڈ کمپنی قادیان

نارتھ ویسٹرن ریلوے نوٹس

کالکا شملہ سیکشن میں جو قوانین و نرخ اس وقت جاری ہیں۔ ان کو منسوخ کر کے یکم اپریل ۱۹۲۶ء سے نارتھ ویسٹرن ریلوے کے گڈس ٹریفک کے قوانین و نرخ جاری کئے جائیں گے۔ لیکن کول۔ کوک اور سیمنٹ ایندھن کا کرایہ اس سیکشن میں فسٹ کلاس ریٹ کے مطابق (یعنی ۳۴ء۲۰ پائی فی ٹن فی میل کے حساب سے لیا جاتا تھا) کالکا شملہ سیکشن پر اصلی فاصلہ کی بجائے چوگنے فاصلے کا کرایہ گڈس ٹریفک کے لئے وصول کیا جائے گا۔

ہیڈ کوارٹرز آفس
لاہور ۲۷ جنوری ۱۹۲۶ء

وی ایچ بوتھ
برائے ایجنٹ

اعلان ضروری

۱۵ جنوری ۱۹۲۶ء کے اخبار الفضل میں ایک اعلان ملک محمد حسین صاحب بیرسٹر مشرقی افریقہ کی طرف سے شائع ہوا ہے۔ کہ مکان واقعہ محلہ دارالرحمت ان کی ملکیت ہے۔ اور اگر ان کے بعض عزیز اسے فروخت کرنا چاہیں۔ تو تو کوئی صاحب اسے خرید کر اپنا نقصان نہ کریں کیونکہ ان کے کسی عزیز کو اس کے فروخت کا حق نہیں ہے وغیرہ ذالک۔ ملک صاحب موصوف کے اس اعلان کے متعلق میں یہ اطلاع احباب تک پہنچانا چاہتا ہوں۔ کہ جو اختلاف ملک محمد حسین صاحب اور ان کے عزیزوں کے درمیان تھا وہ اب باہمی مصالحت سے تصفیہ پا چکا ہے۔ چنانچہ فریقین کی تحریریں میرے پاس محفوظ ہیں اس لئے اب ملک صاحب کے اس اعلان کو منسوخ سمجھنا چاہیئے۔ اس باہمی سمجھوتہ کی رُو سے مکان مذکور کا شرقی حصہ ملک احمد حسین صاحب کا قرار پایا ہے۔ اور مغربی حصہ ملک فضل حق صاحب کا اور ملک محمد حسین صاحب کو جس قدر رقم کا مطالبہ اپنے عزیزوں سے تھا۔ وہ انہوں نے کسی اور طرح وصول کرنیکا فیصلہ کر لیا ہے۔ اور مکان کا غربی حصہ جو ملک فضل حق صاحب کا قرار پایا ہے۔ اس کے فروخت کرنے کا مجھے اختیار دیا گیا ہے۔ پس جو کوئی صاحب یہ حصہ مکان لینا چاہیں۔ وہ مجھ سے خط و کتابت کریں۔

مرزا بشیر احمد قادیان ۲۹/۱/۱۹

اشتہارات

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰

بعدالت جناب چوہدری محمد لطیف صاحب سب جج چہارم جھنگ

بمقدمہ

ہندو خاندان مشترکہ رام چند ... بذریعہ ... ولد دیربھان دلنگڑہ سکنہ مضور سیال۔ تحصیل جھنگ بنام سلطان خان۔

دعویٰ اماعہ روپیہ بروئے تمسک

اشتہار بنام سلطان خاں ولد محمد خاں سیال جلالی خنانہ سکنہ مضور سیال تحصیل جھنگ۔

درخواست مدعی پر عدالت کو اطمینان ہوگیا ہے۔ کہ مدعا علیہ دیدہ دانستہ تعمیل سمنات سے گریز کر رہا ہے۔ لہذا بذریعہ اشتہار ہذا اسکے ان کو مشتہر کیا جاتا ہے۔ کہ مورخہ ۱۲ کو حاضر عدالت ہذا ہو کر پیروی مقدمہ کی کرے۔ ورنہ کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاوے گی۔

۲۸

مہر عدالت دستخط حاکم

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰

بعدالت جناب چوہدری محمد لطیف صاحب سب جج چہارم جھنگ

بمقدمہ

بھگوان داس ولد چوہدری کانشی رام فگنہ سکنہ احمد پور۔ تحصیل شورکوٹ مدعی۔ بنام سمی

دعوے ۱۸۰/۸ بروئے تمسک

اشتہار بنام سمی ولد پیراں تھیال رجیانہ سکنہ موضع صدقانہ مرالی۔ تحصیل شورکوٹ۔

درخواست مدعی پر عدالت کو اطمینان ہوگیا ہے۔ کہ مدعا علیہ دیدہ دانستہ تعمیل سمنات سے گریز کر رہا ہے۔ لہذا اس کے نام اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی جاری کیا جاتا ہے۔ کہ مدعا علیہ مورخہ ۱۷ کو حاضر عدالت ہذا ہو کر پیروی مقدمہ کی کرے۔ ورنہ کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاوے گی۔

۲۶

مہر عدالت دستخط حاکم

بعدالت جناب منشی منظور علی صاحب سب جج چہارم گجرات

بھگت سنگھ ولد پنجاب سنگھ ... سکنہ پرسو وال تحصیل کھاریاں۔

بنام

عبداللہ ولد احمد الدین نمبردار سکنہ کانیاں شمولہ دلاور پور۔ تحصیل کھاریاں۔ مدعا علیہ۔

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

دعویٰ یکصد روپیہ

مقدمہ مندرجہ بالا میں بیان حلفی مدعی ہے۔ کہ عبداللہ مدعا علیہ مندرجہ عنوان تعمیل سمن اور حاضری عدالت سے دانستہ گریز کر رہا ہے۔ اس لئے بذریعہ اشتہار ہذا مشتہر کیا جاتا ہے۔ کہ اگر مدعا علیہ مذکور ۱۹ کو حاضر عدالت نہ ہوگا۔ تو اس کے خلاف کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاویگی۔ ۲۶

مہر عدالت دستخط حاکم

مفرح جہانگیری

جاننے والے جانتے ہیں۔ اور آنکھوں والے دیکھتے ہیں۔ کہ اکثر آدم کے فرزندان کی جوانی کا زمانہ رنج والم حسرت ویاس کی سرد آہوں سے معمور ہے۔ مزاج میں چڑچڑاپن۔ احباب کی صحبت سے نفرت۔ دماغ کا ضعف۔ جگر کی خرابی۔ ہاضمہ کا بگاڑ۔ نفخ اور ریح کی شکایت۔ بدن کی لاغری۔ چہرے کی بے رونقی۔ دل کی دھڑکن۔ وہم۔ نسیان۔ دائمی قبض۔ کثرت پیشاب۔ کمر اور جوڑوں کا درد۔ سلسلہ تولید بند۔ یہ ہے روشن آئینہ جس میں ہمارے ملک کے اکثر نوجوانوں کا عکس نظر آتا ہے۔

مفرح جہانگیری ایک نہایت ہی خوشگوار تریاق ہے۔ اس کا اثر عارضی نہیں۔ بلکہ اسکے استعمال سے حواس خمسہ کی درستی۔ خیالات کی بلندی۔ عالی حوصلگی۔ خون صالح اور مادہ تولید میں ایک خاص اثر ہوتا ہے۔

مفرح جہانگیری طالب علموں۔ ہیڈ ماسٹروں۔ بیرسٹروں۔ وکیلوں۔ تجارت پیشہ اور دیگر عام دوکانداروں کو دکان کو تنگی۔ تندخوئی۔ تیز مزاجی۔ بے صبری سے بفضل خدا محفوظ رکھنے میں بے نظیر ہے۔ قیمت ڈبیہ کلاں پانچ روپیہ۔ قیمت ڈبیہ خورد ... پرچہ ترکیب ہمراہ ہوگا۔ المشتہر

ایم۔ اے۔ خلیل مینیجر۔ احمدیہ دوائی خانہ سیالکوٹ

اکسیر تسہیل ولادت

مستورات کے لئے خدا کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے۔ اس دوائی کے بروقت استعمال سے ولادت کی مشکل گھڑیاں ایسی آسان ہو جاتی ہیں۔ کہ زچہ کو کسی قسم کی تکلیف معلوم نہیں ہوتی۔ رفاہ عام کی خاطر قیمت بالکل تھوڑی۔ صرف دو روپے معہ محصولڈاک۔

مینیجر شفاخانہ سلانوالی۔ ضلع سرگودھا

اصل ممیرے کا سرمہ اور ممیرا

مصدقہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام و حضرت خلیفہ اول رض مندرجہ ذیل پتہ سے منگائیں۔ قیمت قسم اول ۶ فی تولہ۔ خاص سرمہ ۸ فی تولہ۔ ممیرا خالص ۱۰ فی تولہ۔ ست سلاجیت کے فوائد سے ایک دنیا آشنا ہے۔ قسم اول فی تولہ ایک روپیہ۔

سید صاحب کی ادویات محتاج تصدیق نہیں ہیں۔ معزز انگریز صاحبان ہندوستان میں ڈاکٹروں کی سفارش سے تجربہ کے بعد ولایت میں بھی منگاتے ہیں۔ ڈاکٹر فضل کریم۔ المشتہر

سید احمد نور کابلی احمدی مہاجر۔ موجد سرمہ ممیرا۔ قادیان ضلع گورداسپور

ہر قسم کی مہروں کا کارخانہ

(۱) لوہے پیتل۔ لکڑی اور ربڑ کی مہریں ہر ایک زبان اور ہر ایک نمونہ کی نہایت اچھی تیار کی جاتی ہیں۔

(۲) ہر ایک قسم کے بلاک اور جلدسازوں کے لئے بھرکی۔ پھول کھنے اور رول وغیرہ نہایت جانفشانی سے بنائے جاتے ہیں۔

المشتہر

اے۔ جی احمد اینڈ سنز۔ اسلام پور سیالکوٹ

سول انجینئرنگ کالج کپورتھلہ بہ سرپرستی وامداد

ہز ہائی نس عالی جناب مہاراجہ صاحب بہادر دام اقبالہٗ سالگذشتہ میں کالج ہذا کو ریاست نے ریکگنائزڈ کر لیا ہے۔ یہاں کے طلباء گورنمنٹ کے ہر محکمے میں مختلف تنخواہوں پر اس وقت کام کر رہے ہیں۔ بہت سے اخبارات معززین اور انجینئرز کے علاوہ ڈائرکٹر جنرل ملٹری ورکس انڈیا ایجوکیشن کمشنر انڈیا گورنمنٹ کے ایسے جلیل القدر حکام نے یہاں کی تعلیم ضبط۔ نظم ونسق اور صفائی کی تعریف فرمائی ہے۔ سب اوورسیر۔ اوورسیر اور سب انجینئر کلاسز کیلئے پراسپکٹس ملازم شدہ طلباء کی فہرست معہ حکام کے سرٹیفکیٹ کے مینجنگ ڈائرکٹر صاحب سے مفت مل سکتی ہے۔

دوستانہ گفتگو

کرم خاں۔ دوست خیر دین جب سے میں نے ایم عبدالرشید اینڈ سنز احمد بلڈنگ بٹالہ (ضلع گورداسپور) سے اپنے کنوئیں کے لئے آہنی رہٹ (ہلٹ) منگایا ہے۔ بہت سکھ میں ہوں۔ نہایت ہلکا چلتا اور پانی نہر کے موگہ کی طرح دیتا ہے۔ سالہا سال سے مرمت کی ضرورت نہیں پڑی۔ کم خرچ بالانشین اسی کو کہتے ہیں۔ خیر دین۔ ہاں بھائی ہمارے گاؤں کے نمبردار ملک خدا یار نے بھی بٹالہ کے انہی صاحبان سے چارہ کترنے کی مشین منگائی ہے۔ عجیب عجیب چیز ہے۔ جو دیکھتا ہے۔ شیدا ہو جاتا ہے۔

قیمت مشین درجہ اول صرف ... ہے۔

(اشتہارات)

اس رعایت سے ضرور فائدہ اٹھاؤ

اصلی احمدیہ پاکٹ بک مجلد

نصف قیمت پر یعنی بجائے عہ کے دس آنے میں

تمام مذاہب کے متعلق سینکڑوں دلائل اور حوالجات کا ذخیرہ ہے

احمدی حمائل شریف مترجم

دس عظیم الشان خوبیوں اور خصوصیتوں والی - اصلی قیمت بجلد ۱عہ رعایتی عا چرمی جلد رعایتی ۔ جلد کپڑا عا

دیگر رعایتی کتب

نام کتاب	اصلی	رعایتی
درثمین اردو بیبی مجلد	۷ر	۴ر
کلید قرآن مع لغات قرآن	عہ ۱ر	عہ
سیرت النبی	عار	عہ
فلسفہ نماز	۶ر	۴ر
زندہ نبی و زندہ مذہب	۵ر	۳ر
ولایت کے تین لیکچر	۷ر	۴ر
درثمین عربی مترجم اردو	عہ ۸ر	عہ

نام کتاب	اصلی	رعایتی
حضرت کی تازہ نظم	۲ر	۱ر
دو ہزار برس کا تبلیغی کلنڈر	۲ر	۱ر
مباحثہ صداقت مسیح موعودؑ	۱ر	۱ر
اسلام عالمگیر مذہب	۳ر	۲ر
کلام محمود	۱۰ر	۷ر
اسلامی اصول کی فلاسفی مجلد	۱۲ر	۸ر
خطبات محمود	۱۳ر	۸ر
آئینہ سماج	۸ر	۶ر
آئینہ اسلام	۱۲ر	۸ر
برگزیدہ رسول	۵ر	۳ر
پیشگوئی احمد بیگ	۳ر	۲ر
دلائل ہستی باری تعالیٰ	۱ر	۱ر
اصلاح خاتون	۳ر	۲ر
چشمہ توحید	۲ر	۱ر
تفسیر والعصر	۱ر	ر
احمدی و غیر احمدی	۱ر	ر
قول الحق	۳ر	۲ر
مسیح موعود جدید تبلیغی رسالہ	۴ر	۳ر

ڈائری حضرت مسیح موعودؑ (یعنی) ملفوظات احمدؑ

حقائق و معارف کا خزانہ چھپ کر تیار ہے۔ صفحات قریباً ۴۰۰ صفحے - قیمت عہ

تفسیر خزینۃ العرفان حصہ ششم جو گذشتہ سالانہ جلسہ کے موقعہ پر چھپا ہے۔ تفسیر کے خریدار جو جلسہ پر نہیں لے سکے۔ یا جن کے پاس نہیں پہنچا۔ وہ جلد خط بھیجکر منگالیں۔ ۱۳ پارے سے ۱۶ پارے کی تفسیر ہے۔ قیمت عار

دیگر سلسلہ کی ہر قسم کی کتب منگانے کا مختصر پتہ :-

کتاب گھر۔ قادیان

لاولد عورتوں مردوں کو خوش خبری

طب قدیم کی قابل فخر و تازہ ایجاد

دوا خوش کیف

اگر آپ کا کوئی عزیز یا ہمسایہ یا آپ خود لاولد ہیں یا آپ کی اہلیہ مرض عقر یعنی بانجھ پن میں مبتلا ہیں اور آیندہ کوئی امید قیام نسل کی نہیں ہے۔ یا صرف ایک دو بچہ ہو کر یا لڑکیاں ہو کر سلسلہ تولید ختم ہو گیا ہو تو آج ہی اس دوا کو طلب کر کے فائدہ اٹھائیے گا۔ جس کے ۱۰ یوم ۲ مرتبہ کے استعمال سے اگر ۲ ماہ کے اندر خوشی کے آثار نمایاں نہ ہوں تو کل قیمت مع محصول بلا عذر واپس کر دو۔ بطور حفظ ماتقدم حالت حمل میں بچہ کی حفاظت کرتے ہوئے درد زہ کی تکلیف نہیں ہوتی۔ نیز کثرت ایام ماہواری میں بے حد مفید ہے (نوٹ) ۴۵ برس سے زیادہ عمر کی عورت کیلئے یہ دوا طلب کی جائے۔ قیمت ۲ر محصول ڈاک ۶ر

ذیابیطس

جلد جلد پیشاب کا آنا۔ پیاس کا زیادہ معلوم ہونا۔ پیشاب میں شکر یا چربی کا خارج ہونا۔ گھٹنے پنڈلیوں میں درد ہونا۔ بدن کا تحلیل ہونا۔ خشکی کا زیادہ رہنا وغیرہ اس دوا سے بالکل یہ شکایتیں دور ہو کر اصلاح ہو جاتی ہے۔ اگر اس مرض عسر العلاج سے بچنا ہے تو اس دوا کو استعمال کیجئے۔ قیمت عہ محصول ڈاک ۶ر

پتہ :- ناظم مطب حکیم ظہیر الحسن ڈوری بازار متھرا،

نہایت مفید علاج

ایک دوا جو کہ چوتھے کے لئے از حد مفید ثابت ہوئی۔ اس کے استعمال سے چوتھا کیسا ہی پرانا ہو۔ رفع ہو جاتا ہے۔ چھ خوراک کی قیمت عہ معہ محصول ڈاک ہے۔ پرچہ ترکیب ہمراہ ہو گا۔

پتہ :- عمر بخش خیاط - قادیان ضلع گورداسپور

تریاق چشم (رجسٹرڈ) کی تصدیق

نقل ترجمہ انگریزی سارٹیفکیٹ صاحب سول سرجن بہادر کیمل پور :-

"میں تصدیق کرتا ہوں کہ میں نے "تریاق چشم" جسے مرزا حاکم بیگ صاحب نے تیار کیا ہے۔ استعمال کیا ہے۔ میں نے گوجرات اور جالندھر میں اپنے ماتحتوں (یعنی ڈاکٹروں) اور دوستوں میں بھی تقسیم کیا ہے۔ میں نے سفوف مذکور کو آنکھوں کی بیماریوں بالخصوص ککروں میں نہایت مفید پایا۔ جیسا کہ دیگر سارٹیفکیٹوں سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔ دستخط انگریزی صاحب سول سرجن"

نوٹ - قیمت پانچ روپے (صہ) تریاق چشم رجسٹرڈ علاوہ محصول ڈاک وغیرہ موازی ۸ر بذمہ خریدار ہو گا

المشتھر :- خاکسار میرزا حاکم بیگ احمدی موجد تریاق چشم رجسٹرڈ گڑھی شاہ دولہ صاحب گجرات پنجاب

اشتہارات کی اجرت

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

اجرت بہر حال پیشگی ہو گی اور عدالتی اور ریلوے کے اشتہاروں کی اجرت الگ ہے۔ ارسال ضمیمہ بالمقطع ۔ دو صفحہ کیلئے عہ۔ زیادتی ورق ۸ر سینکڑہ زائد۔ (مینیجر الفضل قادیان)

(اشتہارات)

قادیان میں سکنی اراضیات

قادیان کی نئی آبادی کے مختلف محلہ جات میں مختلف موقعوں پر قطعات اراضی قابل فروخت موجود ہیں خواہشمند احباب خاکسار کے ساتھ خط و کتابت فرمائیں۔

خاکسار:۔ مرزا بشیر احمد قادیان دارالامان ۲۶-۱-۲۶

کنارسی رونس

طاقت۔ قوت۔ صحت اور خوشی کی دوا

کنارسی رونس :۔ جو نہایت مفید اور گہرا اثر کرنیوالی دواؤں کا مجموعہ ہے اپنی نظیر آپ ہی ہے۔ نہایت قیمتی اجزا سے تیار کی گئی ہے۔ اور تجربکار ڈاکٹروں نے بالاتفاق اسکی خوبی کی گواہی دی ہے۔ کنارسی رونس :۔ خون کو صاف کرتی ہے۔ دل کو طاقت دیتی ہے۔ اعصاب کو مضبوط کرتی ہے۔ کنارسی رونس خون بڑھاتی ہے۔ قوت ہضم کو زیادہ کرتی ہے۔ معدہ۔ انتڑیوں اور جگر کو طاقت بخشتی ہے۔ کنارسی رونس۔ دل کو خوش کرتی ہے۔ افسردگی کو دور کرتی اور تھکان کو مٹاتی ہے۔ کنارسی رونس :۔ خون کی کمی۔ بھس۔ خنازیر۔ دل کی کمزوری۔ کمر۔ گردہ کی خرابی۔ پرانے ملیریا۔ ناصاف خون۔ دانتوں کی خرابی۔ بار بار ہونیوالا نزلہ۔ دوری کھانسی اور پرانے نمونیا دمہ اور ابتدائی سل کا بہترین علاج ہے۔

کنارسی رونس :۔ عورتوں کی مخصوص بیماریوں کا نہایت ہی اعلیٰ علاج ہے۔ ایام کی بے قاعدگی ایام میں درد ہونے قلت اور آزار کو فوراً دور کرتی ہے۔

ہم صرف اسوقت ایک سرٹیفکیٹ اس کے فوائد کے متعلق درج کرتے ہیں۔ چودہری بدرالدین صاحب اپنی بیوی کے متعلق بتاتے ہیں۔ کہ انہیں نو سال سے بواسیر تھی اور سات آٹھ ماہ سے سخت قبض تھی۔ کئی کئی دن کے بعد پاخانہ آتا تھا۔ تیسرے چوتھے دن بخار ہو جاتا تھا۔ خون کی شدت ایسی تھی کہ بے ہوشی کی حالت ہو جاتی تھی۔ ضعف قلب کی شکایت پیدا ہو گئی تھی۔ جس دن سے کنارسی رونس کا استعمال کیا۔ اس دن سے فائدہ ہونے لگا۔ دل کا ضعف جاتا رہا۔ کام کاج کی طاقت آنے لگی۔ بخار جاتا رہا۔"

علاوہ ازیں جسم پر خارش اور منہ پر چھائیوں کی تکلیف تھی۔ اور سوڑے پھوڑے ہوئے تھے۔ ان امراض کو بالکل آرام ہو گیا۔

کنارسی رونس ہر ایک بڑے قصبہ میں بڑے دوا فروشوں سے مل سکتی ہے۔ قیمت صرف ۸؍ تین شیشیاں ۱؍۲ اگر دوا فروش سے نہ ملے تو براہ راست ہم سے طلب کریں۔

سارے ہندوستان کے لئے واحد ایجنٹ:۔

ایسٹرن ٹریڈنگ کمپنی۔ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

(اشتہارات کی صحت کے ذمہ وار مشتہر ہیں نہ کہ اخبار الفضل)

نمبر ۸۳ / ۸۴ جلد ۱۳

ہندوستان کی خبریں

—— سیالکوٹ ۵ فروری۔ سیکرٹری صاحب انجمن احمدیہ سیالکوٹ بذریعہ تار اطلاع دیتے ہیں۔ کہ آج جبکہ ہم فریضہ جمعہ ادا کرنے کے لئے اپنی مسجد میں جمع ہوئے۔ تو غیر احمدیوں نے مداخلت بیجا کرتے ہوئے ہر طرح پر شورش انگیز مزاحمت کی۔

بعد ازاں ۶ فروری کو اطلاع دی۔ کہ غیر احمدیوں کی جس ہنگامہ آرائی کی کل اطلاع دی گئی تھی۔ شکر ہے خدا کا کہ سٹی مجسٹریٹ اور پولس نے بروقت پہنچ کر اس کا سدباب کر دیا اور فساد ہوتے ہوتے رک گیا۔

الفضل۔ ہمیں سمجھ نہیں آتی۔ کہ آخر یہ لوگ چاہتے کیا ہیں۔ کیا ان کی یہ منشاء ہے۔ کہ احمدی اپنی مسجدوں کو چھوڑ دیں کہ سینکڑوں ہزاروں وہ مساجد ہیں۔ جو بالکل غیر آباد پڑی ہیں۔ اور بہوے سے بھی کوئی مسلمان ان کی طرف بغرض نماز توجہ نہیں کرتا۔ لیکن اگر ان کو جوش آتا ہے۔ تو ان مسجدوں پر کہ جو احمدیوں کے قبضے میں ہیں۔ اور جن میں پانچوں وقت بالالتزام خدائے قدوس کا نام لیا جاتا ہے۔ ہماری رائے میں ہمارے مسلمان بھائیوں کو جائز یا ناجائز طریق پر نماز گاہیں پیدا کرنے کی بجائے نماز پڑھنے والے پیدا کرنے چاہیں۔ کیونکہ جب نماز پڑھنے والے پیدا ہو جائیں گے۔ تو مسجدیں آپ ہی آپ بن جائیں گی۔ اور اس قسم کی دھینگا مشتی کی حاجت بھی نہ پڑے گی۔

—— مہاراجہ نابھہ پچھلے دنوں انفلوئنزا کے عارضہ میں بیمار تھے۔ لیکن اب کچھ افاقہ ہے۔

—— گذشتہ چہار شنبہ کے روز بمبئی میں امریکن سیاحوں کا ایک قافلہ صبح ۷ بجے جہاز "سنقیا" سے پہونچا۔ یہ جہاز ۴۲۸ سیاحوں کو لے کر آیا ہے۔ یہ پہلا جہاز ہے۔ جو دنیا کے گرد چکر لگانے کے لئے نیویارک سے روانہ ہوا۔

—— آگرہ پوسٹ آفس کا ایک کلرک ہزاروں روپیہ کا غبن کرنے کے بعد فرار ہو گیا تھا۔ لیکن یہ کلرک کلکتہ میں پکڑا گیا ہے۔

مدراس ۳۰ جنوری۔ امریکہ کی تین زبردست غیر سیاسی انجمنوں کی طرف سے دعوتیں اس غرض سے بھیجی گئیں۔ کہ وہ مذکورہ انجمنوں کی ایک منظور کردہ قرارداد کو مہاتما گاندھی۔ رابندرا ناتھ ٹیگور۔ اور ڈی سلوا دیسی کو پہنچا دیں۔ جس میں انہیں جلد امریکہ آنے کی دعوت دی گئی ہے۔

—— صوبہ متوسط کی کونسل میں یہ تجویز پیش کی جانے والی ہے۔ کہ گورنمنٹ کو چاہیئے۔ کہ ایک محکمہ قائم کرے۔ جو علوم و فنون کی مسلمہ اور مفید کتابوں کو دیسی زبانوں میں ترجمہ کرائے۔ اور اس مقصد پر ہر سال کم از کم پچاس ہزار روپیہ خرچ کیا جائے۔

—— پروفیسر سین الدین احمد نے جو ولسن کالج بمبئی میں پروفیسر ہیں۔ مسلم یونیورسٹی کو ۲۰ ہزار روپیہ کا عطیہ دیا ہے۔ یہ رقم ان کی ساری عمر کی کمائی تھی۔

—— عدالت صب جج قصور میں ایک وکیل نے جج صاحب کی میز پر سے ایک مدیون کے روپے اٹھا کر جیب میں ڈال لئے۔ یہ شخص [illegible] اور اپنی زرڈگری یہ نوٹ عدالت میں لایا تھا۔ اور عدالت کے کہنے پر باہر رسید لکھوانے چلا گیا تھا۔ نوٹ میز پر ہی رہ گئے تھے۔

—— کلکتہ۔ کلکتہ میں انڈین چیمبر آف کامرس قائم کی گئی ہے۔

—— رنگون یکم فروری۔ گذشتہ رات کیمنڈائن میں آئل مل میں خوفناک طور پر آگ لگی۔ مل ایک چینی فرم کی ہے اور اس میں تیل اور سپاریاں اور کھلی کا ذخیرہ بڑا بھاری موجود تھا۔ تمام عمارات جس میں مشینری کا سامان کا ذخیرہ ہے تباہ ہو گئی ہے۔ سرسری طور پر پانچ لاکھ کے نقصان کا اندازہ لگایا گیا ہے۔

—— اخبار "سیاست" لاہور کے پرنٹر اور پبلشر پر مجسٹریٹ درجہ اوّل نے دو سو روپیہ جرمانہ اس بناء پر کئے ہیں۔ کہ انہوں نے اپنے اخبار میں ایک نہایت گندہ اشتہار شائع کیا تھا۔ ملزم نے یہ جرمانہ فوراً [illegible]

ممالک غیر کی خبریں

—— قاہرہ سے اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ شام سے بہت سی کشتیاں مہاجرین کی مصر میں وارد ہوئی ہیں۔ یہ مہاجرین بڑی بے سروسامانی کی حالت میں ہیں۔ ان کی تعداد دس ہزار کے برابر ہے۔ ان میں سے اکثر عورتیں اور بچے ہیں۔ یہ بیچارے تباہ ہو چکے ہیں۔

—— لنڈن ۲۷ جنوری۔ جب شہزادہ ویلز آج بلویز کے شکار کھیل رہا تھا۔ تو اس کا گھوڑا جس پر وہ سوار تھا۔ گر کر مر گیا۔ اور شہزادہ کی ہنسلی کی ہڈی ٹوٹ گئی۔

—— عیسائیوں کے خلاف جو پروپیگنڈا ملک چین میں جاری ہے۔ اس کا انسداد کرے۔ سفیر فرانس کے حسب مشورہ حکومت چین نے اپنے قلمرو میں اعلان کیا ہے کہ عیسائیوں کے خلاف مظاہرے کئے جائیں۔

—— ٹوکیو۔ و[illegible] وزیر اعظم جاپان جل بسے آپ پر انفلوائنزا [illegible] [illegible] بخار کا مہلک حملہ ہوا تھا۔ وزارت جاپان استعفیٰ [illegible] مستعفی ہو گئی ہے۔

—— "سیاست" نے ایک ترکی اخبار سے یہ خبر نقل کی ہے۔ کہ برلن میں بغداد سے ایک خبر موصول ہوئی ہے کہ ایران کے نئے بادشاہ رضا خاں پہلوی پر کسی نے بم پھینکا ہے۔ اور وہ سخت مجروح ہوئے ہیں۔

—— معلوم ہوا ہے [illegible] ابن سعود نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ امسال حج کے لئے جملہ جہاز بندرگاہ جدہ پر ہی آئیں۔

—— طہران ۲۸ جنوری۔ شاہ پور محمد رضا خاں کے ایران کے ولی عہد ہونے کا سرکاری طور پر اعلان کر دیا گیا ہے۔

—— سر رونالڈ لنڈسے برطانوی سفیر متعینہ قسطنطنیہ انگورہ سے ترکی وزیر خارجہ سے مسئلہ موصل کے متعلق گفتگو کرنے کے بعد قسطنطنیہ واپس گئے۔

—— بیروت کی ایک اطلاع سے معلوم ہوا ہے۔ کہ کردستان کی بغاوت بدستور جاری ہے۔ ایک پل توڑ دیا گیا ہے۔ اور تبلیس کے علاقہ میں ۲۵۶ ترک سپاہی زخمی ہوئے ہیں۔

—— سابق کجکلاہ ایران کے عجیب و غریب حالات ہمدم ۱۴ فروری میں شائع ہوئے ہیں۔ ان میں ماسوا دیگر امور کے یہ حیرت انگیز بات بھی درج کی گئی ہے۔ کہتے ہیں۔ کہ شاہ نے صرف ایک کروڑ روپیہ جوئے میں ہارا ہے۔ ایک روز پیرس کے بازار میں ایک حسین گلفروش نظر پڑی۔ تو سنا ہے۔ کہ گل سربند کے لئے صرف ۱۰ ہزار فرانک ہاتھ اٹھا کر پھینک دیئے۔

—— ٹائمز کا نامہ نگار ایتھنز مقیم رقمطراز ہے۔ کہ یونان کے حاکم مطلق العنان جنرل پنگوس نے فرمان جاری کیا ہے۔ کہ دس سال سے کم عمر کی کسی لڑکی یا لڑکے کو ہوٹلوں اور کلبوں کے بند ہو جانے کے بعد رات کے وقت بازاروں میں چلنے پھرنے کی اجازت نہیں ہے۔ جنرل پنگوس چاہتا ہے۔ کہ گذشتہ جنگ کی وجہ سے جو بداخلاقی و حرام کاری یونان میں پھیل گئی ہے۔ اس کا قلع قمع کرے۔

—— سابق قیصر ولیم شہنشاہ جرمنی کا چوتھا بیٹا اوسکر پوسٹڈم (ریروشیاہ) کے دفتر میں بہ حیثیت ایک کلرک کے روزی کما رہا ہے۔

—— کولون۔ صدر مقامات پر سے یونین جیک کا جھنڈا اتار لیا گیا۔ جس وقت جھنڈا اتارا جا رہا تھا۔ برطانیہ کا قومی ترانہ گایا جا رہا تھا۔ کولون میں اس وقت صرف ایک برطانوی سپاہی رہ گیا ہے۔ جو شفاخانہ میں ایسی حالت میں تھا۔ کہ اسے جنبش نہیں دی جا سکتی تھی۔

—— لنڈن ۳۰ جنوری۔ مسجد ووکنگ کے چھ مسلمانوں پر مسٹر ڈاسے مالک ووکنگ ریلوے یتیم خانہ نے زدوکوب کا مقدمہ دائر کیا۔ جو ووکنگ پولیس کورٹ میں پیش ہوئے عدالت نے ان سب سے چھ چھ ماہ کے لئے نیک چلنی کی ضمانتیں لے لیں۔